سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۱

فیضانِ رحمتِ الٰہیہ



شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال، کراچی پاکستان

ضروری تفصیل

نامِ وعظ:	فیضانِ رحمتِ الٰہیہ
نامِ واعظ:	عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالهم علينا الٰى مأة و ثلاثين سنة
تاریخِ وعظ:	۲۴؍شوال ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء، بروز جمعۃ
مقام:	مسجد اشرف، گلشنِ اقبال، کراچی
موضوع:	بندوں پر اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا ظہور
مرتب:	سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی
کمپوزنگ:	مفتی محمد عاصم صاحب مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی
اشاعت اوّل:	ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق نومبر ۲۰۱۰ء
تعداد:	۲۲۰۰
ناشر:	کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال نمبر۲، کراچی

فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فیضانِ رحمتِ الٰہیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ

(سورۃ اٰلِ عمران، آیت: ۱۵۹)

حضراتِ سامعین! حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کا ایک رسالہ ہے ''حقوق الاسلام'' جس میں حضرت نے تمام مسلمانوں کے حقوق مثلاً والدین کے حقوق، سسرال کے حقوق، بہنوئی، داماد، بہو کے حقوق، شاگرد و استاد کے حقوق وغیرہ شامل کردیئے ہیں۔ ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست نے جو ہماری مسجد کے نمازی بھی ہیں اس رسالے کو اپنی بیٹی مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے اپنے پیسوں سے چھپوایا ہے جس کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بے حساب مغفرت فرمائے لہٰذا وعظ ختم ہونے کے بعد آپ لوگ اس رسالہ کو حاصل کرلیں۔

حکیم الامت اس رسالے پر عمل کرنے کی بہت اہتمام سے نصیحت فرماتے تھے۔ میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی یہ کتاب پڑھنے کو بار بار فرمایا کرتے ہیں۔ عام طور سے لوگ نفلی عبادات تو بہت

کرتے ہیں یہاں تک کہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ صاحب عبادت میں تو فرشتہ معلوم ہوتا ہے جب دیکھو تسبیح لیکن اللہ کے بندوں کو ستانے میں جانوروں سے بھی بدتر ہے، جانور بھی شاید سینگ مارنے میں تھوڑا بہت سوچ لے لیکن آج انسان انسان کے قتل وخون اور اذیت رسانی پر تلا ہوا ہے اور اذیت سے بچانے کا کوئی اہتمام نہیں کرتا۔

(مجلس میں کچھ لوگ دور دور بیٹھے ہوئے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا)

جو لوگ دور دور بیٹھے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ قریب قریب ہو جائیں، اپنی جگہ سے تھوڑا سا کھسک جائیں، اس نیت سے کھسک جائیں کہ جگہ بدل جائے، جگہ بدلنے سے انشراح بھی ہوتا ہے، دیکھیں جانور کو جہاں صبح باندھتے ہیں شام کو دوسری جگہ باندھتے ہیں اس سے جانوروں کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے تو جگہ بدلنے سے انسانوں کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نیند غائب ہو جاتی ہے لہٰذا اس حرکت میں برکت ہے۔ دیکھو کتنے آدمی باہر بیٹھے تھے اب اندر آ گئے لہٰذا آپ اللہ کے دیوانوں سے مل مل کر بیٹھیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾

(سورة المجادلة، آیت: ١١)

جب تمہیں کہا جائے کہ مل مل کر بیٹھو تو اس وقت اس پر عمل کرنا چاہیے اور اس پر وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی عطا کر دے گا۔ اگر آپ نے کسی مسلمان بھائی کے لیے جگہ کشادہ کر دی تو اس کے بدلے میں **يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ** اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔ دیکھا! آپ نے تھوڑی سی حرکت کی، اپنے بھائیوں کو جگہ دے دی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہم اس کے بدلے میں تمہارے لیے کشادگی عطا کر دیں گے، تو یہ انعام آپ کو مفت ملے گا اور مفت کے لیے آپ

نے فارسی کا یہ مقولہ سنا ہوگا کہ ''مفت را چہ گفت'' یعنی جب مفت ملے تو پھر کیا کہنا۔ تو یہ ہیرے جواہرات آپ کو مفت مل گئے۔

تو جب آپ حکیم الامت کے اس رسالے کو پڑھیں گے اور اس پر عمل کریں گے تو اس کا ثواب جنہوں نے طبع کیا ہے ان کو بھی ملے گا اور ان کی مرحومہ بیٹی کو بھی ملے گا ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ ان کے عمل کو قبول فرمائیں۔ یہاں سے ایسے رسالے اکثر مفت ملتے رہتے ہیں، قرآن و حدیث کی دعاؤں کے خزانے بھی مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ میرا مدینہ طیبہ کا ایک وعظ ہے ''استغفار کے ثمرات'' وہ بھی مفت ملتا ہے۔ اپنے پیسوں سے اس کو طبع کرا کر تقسیم کراتے رہیں تو اس سے دین بھی پھیلتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے لہٰذا کبھی اپنے والد کے نام، کبھی اپنی والدہ کے نام اور کبھی اپنے نام اپنی کرنسی کو آخرت کے زرِ مبادلہ سے ٹرانسفر کرا لیں ورنہ جس دن قبر میں جنازہ اُترے گا ملک بدل جائے گا، کرنسی بدل جائے گی جیسے جدہ پہنچتے ہی پاکستانی نوٹ بے کار ہو جاتے ہیں، وہاں ریال چلتے ہیں۔ ریال پر مجھے ایک شعر یاد آیا۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا تھا ؎

کسی کو آہ فریب کمال نے مارا
میں کیا کہوں مجھے فکرِ مآل نے مارا

یعنی کسی کو تو بہت عمدہ تقریروں نے مارا اور تکبر میں مبتلا کر دیا، اس کو باتیں بہت کرنا آتی ہیں اور کسی کو رات کو رونا بہت آتا ہے تو اس سے بڑائی آگئی کہ آج میں اللہ کی یاد میں اتنا رویا اب میری بزرگی میں کوئی شک نہیں ہے **لَاشَکَّ فِیْ شَیْخِیْ** میرے شیخ ہونے میں اب کوئی شک نہیں رہا۔ تو فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے کمالات کے فریب نے مار دیا لیکن مجھے مآل یعنی انجام کی فکر ہے کہ نہ جانے میرا خاتمہ کیسا ہوگا اور میدانِ حشر میں میری قیمت کیا ہوگی۔ لیکن آہ ہم

لوگوں آج مآل کی فکر کہاں ہم تو صرف مال کی فکر میں ہیں اس لیے میں کہتا ہوں ؎

میں کیا کہوں مجھے فکر ریال نے مارا

اصلی عقل مند کون لوگ ہیں؟

لیکن اصلی عقل مند بندے وہی ہیں جنہیں آخرت کے انجام کی فکر ہے باقی سب تو بے وقوف ہیں، جو رزلٹ آؤٹ ہونے سے پہلے ناز نخرے دِکھا رہا ہو وہ بے وقوف ہے، قیامت کے دن جب نتیجہ نکل آئے، اللہ تعالیٰ آپ کے روزہ نماز سے خوش ہو جائیں، آپ کے بال سے، آپ کے گال سے، سر سے لے کر پیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی بندگی کی جتنی ادائیں ہیں سب دیکھ کر اللہ تعالیٰ آپ کو پسند کرلیں اور خوش ہو جائیں تب سمجھنا کہ آپ سے بڑھ کر دنیا میں کسی کی قیمت نہیں ہے، آپ بادشاہوں سے افضل ہیں اور خدانخواستہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ ہم تم سے راضی نہیں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے یوں پناہ مانگو:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تَصُدَّ عَنِّیْ وَجْهَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾

(المعجمُ الکبیر لِلطبرانی)

اے خدا! میں پناہ چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھے دیکھ کر آپ ناراضگی سے اپنا منہ پھیر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھا دیا کہ اپنی قیمت خود مت لگاؤ، اپنی قیمت اپنے بنگلوں سے، کاروبار سے اور اپنی عقل پر ناز کر کے مت لگاؤ کہ دیکھئے میری عقل کیا شان رکھتی ہے، ایسے شخص کو سب لوگ ہاف مائنڈ یعنی بے وقوف نظر آتے ہیں اپنے مقابلے میں سب کو بدھو سمجھتا ہے گویا یہ تمام بدھوؤں کا صدر ہے، یہ اصلی بے وقوف ہے۔ اصلی عقل مند وہ ہے جو اپنے کو سب سے کم تر سمجھے، اگر کوئی اچھی بات نصیب ہو جائے تو یہ نہ کہے کہ یہ میرا کمال ہے بلکہ یہ کہے کہ یہ میرے اللہ کا عطا فرمایا ہوا کمال ہے، میرے رب کی

مہربانی ہے۔

اہل اللہ کی محبوبیت کا راز

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زمین پر سورج کی شعاعیں پڑرہی ہیں اور وہ چمک رہی ہے تو اس کو ناز کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، وہ یہ کہے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر آفتاب کی شعاعیں ڈالیں اور میں چمک گئی ؎

یہ اخترؔ خاکِ تیرہ بے زباں بے سروساماں ہے
مگر مٹی پہ بھی فیضِ شعاعِ مہرِ تاباں ہے

اگر اللہ کے آفتابِ کرم کی اختر پر اور آپ پر ایک شعاع پڑجائے تو بس کام بن جائے پھر کچھ مت پوچھو، اسی وقت ساری بگڑی بن جائے اور آپ ولی اللہ ہوجائیں۔

امریکہ کے صدر نے جب حیدرآباد کے ایک اونٹ والے کو پسند کرلیا کیونکہ اس نے اونٹ پر کھڑے ہوکر صدر کو سلوٹ مارا تھا اور کہا کہ اسے امریکہ بھیجا جائے تو پاکستان کی حکومت بھی اس کی غلام بن گئی، وہ میلی کچیلی دھوتی باندھنے والا، اونٹ چرانے والا سارے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اس کے دروازے پر چکر لگارہے تھے کہ جلدی پاسپورٹ تیار کرو تمہیں امریکہ کے صدر نے یاد کیا ہے۔ دنیاوی اعتبار سے معزز شخصیت جو حقیقت میں عزت کے قابل بھی نہیں جب ان کا یہ حال ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمالیں ساری کائنات اس کی غلام بن جاتی ہے۔

اس پر مجھے ایک بات یاد آئی، جب مؤذن کہتا ہے **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** تو اس کا یہ ترجمہ ہے کہ آؤ نماز پر، حی کے معنیٰ ہیں آؤ، **تعال اسمِ فعل** ہے، اور صلوٰۃ کے معنیٰ ہیں نماز تو **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** کے معنیٰ ہوئے آؤ نماز پر، یہ ترجمہ عربی لغت کا ہے لیکن ذرا زبانِ محبت سے بھی اس کا ترجمہ سن لیجئے کہ اے

میرے عاشقو! جلدی جلدی وضو کر کے نماز کے لیے آؤ، تمہارا رب تمہیں بلا رہا ہے۔اس زبانِ محبت پر میرے اشعار ہیں ؎

خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

صدرا بازغہ فلسفے کی کتابیں ہیں، یہ دونوں کتابیں علماء کو پڑھائی جاتی ہیں مگر اختر عرض کرتا ہے کہ اللہ والوں کے سینے کے حاشیہ میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہے، اللہ والوں کے جسم کے بڑے بکسے میں دل کا ایک چھوٹا سا صندوقچہ ہے، اس صندوقچہ میں اللہ کی محبت کا قیمتی موتی ہے۔ دوستو! بڑے بکسے کی کوئی قیمت نہیں اگر اس میں گدڑی اور بچوں کا پیشاب پاخانہ لگا ہوا پوتڑا ہے، گھر کا جتنا کچرا اور ردی ہے سب اس بڑے بکسے میں رکھا جا رہا ہو تو اس میں تالا بھی نہیں لگایا جاتا، اس بڑے بکسے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور اس کی حفاظت بھی نہیں کی جاتی اگر اس میں دیمک لگ جائے تو اسپرے بھی نہیں کرتے لیکن اگر کسی بڑے بکسے میں ایک چھوٹا سا صندوقچہ رکھ کر اس میں دس لاکھ کا موتی رکھ دیا جائے تو جناب اب وہاں ہر وقت موٹا سا تالا لگا ہوا ہے، رات کو بھی اٹھ اٹھ کے اس کو دیکھتے ہیں کہ کہیں کسی نے تالا کھول تو نہیں لیا۔

انسان کا جسم ایک بڑا بکسہ ہے، اس بڑے بکسے میں چھوٹا سا دل ہے، اس دل میں اللہ نبوت کا موتی رکھ دیتا ہے تو وہ نبی ہو جاتا ہے اور اپنی محبت کا موتی رکھ دیتا ہے تو وہ ولی ہو جاتا ہے۔اس بڑے بکسے کی قیمت اس چھوٹے سے

دل سے ہوتی ہے، اس چھوٹے سے صندوقچہ میں اگر کچھ نہیں ہے تو پھر بڑے بکسے کی حفاظت نہیں کی جاتی اس کو لاتیں اور گھونسے پڑتے ہیں، مار پٹائی ہوتی ہے۔آج جو لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کیوں ذلیل ہیں؟ تو اپنے اعمال کو دیکھو۔ اگر ہمارا یہ دل قیمتی ہو جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے بڑے بکسے کی حفاظت اللہ تعالیٰ کریں گے، اگر ایمان ویقین اور تقویٰ کے موتی دل میں آجائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بکسے کی حفاظت غیب سے ہوگی۔

اللہ والوں پر فدا ہونے کا انعام

پھر ایسا شخص سارے عالم سے مستغنی ہو جاتا ہے جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مغل بادشاہوں سے فرمایا تھا۔آہ! دوستو! یہی کہتا ہوں کہ مولوی تو بہت سے ہوتے ہیں مگر مولیٰ والے مولوی کم ہوتے ہیں اور ایسے مولوی کو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو مولی صاحب آئے ہیں، انہیں مولی گاجر کہتے ہیں ذرا مولی کا تلفظ تو صحیح کرلو، ارے بھائی وہ مولی نہیں ہے، صحیح لفظ ہے مولوی اور مولوی کے معنی ہیں مولیٰ والا۔ کیوں صاحب! لکھنوی کے معنیٰ کیا ہیں؟ لکھنؤ والا، دہلوی کے معنیٰ ہیں دہلی والا تو مولوی کا مطلب ہے مولیٰ والا۔لیکن مولوی مولیٰ والا کب بنتا ہے؟ اس کو عزت کب ملتی ہے؟ مولانا رومی کے اس شعر سے سبق لیں ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

مولانا جلال الدین رومی اگرچہ شاہ خوارزم کے سگے نواسے تھے اور ان کی والدہ بڑی ہی مبارک تھیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب اور بشارت سے عقد میں آئی تھیں، تو مولانا رومی شاہ خوارزم کے سگے نواسے اور بہت بڑے عالم تھے لیکن امت میں ان کی زیادہ عزت اور قدر نہیں ہوئی جب تک اُس زمانے کے

ایک ولی اللہ حضرت شمس الدین تبریزی کی صحبت میں نہیں بیٹھے، جب شمس الدین تبریزی کی صحبت اٹھائی، ان سے اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھی، ان کا بستر سر پر رکھا، یہ نہیں سوچا کہ میں مولانا صاحب ہوں، بادشاہ کا نواسہ ہوں، میں شیخ کا بستر کیوں اٹھاؤں بس اللہ کی محبت سیکھنے کے لیے شیخ کے بستر کو سر پر رکھا اور قونیہ میں شیخ کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے۔ قونیہ آج بھی ترکی میں ہے اور وہاں مولانا رومی کی قبر ہے۔

ایک مرتبہ شمس الدین تبریزی چپکے سے کہیں چلے گئے۔ مولانا رومی بے چین ہو گئے، صبح اٹھتے ہی اونٹنی پر بیٹھے اور تلاش کرتے کرتے قونیہ سے شام تک جا پہنچے، وہاں پوچھا کہ کسی نے حضرت شمس الدین تبریزی کو دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ جی ہاں شام کی ایک گلی میں میں نے ان کو دیکھا ہے، فرمایا کہ ہائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس شام میں میرا شمس تبریز رہتا ہے۔ یہ شیخ کی محبت کا انعام ہے کہ جلال الدین رومی مولائے روم بن گئے، ساری دنیا میں ان کا ڈنکا پٹ رہا ہے، آکسفورڈ یونیورسٹی (برطانیہ) میں بھی ان کے کلام کا انگریزی ترجمہ موجود ہے، ساری دنیا میں مثنوی کا غلغلہ مچ رہا ہے، کتنے علماء نے اس کے ترجمے اور شرحیں بیان کیں۔ یہ مقبولیت مولانا رومی کو کیسے ملی، اسی کو خود فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

جلال الدین رومی کو یہ عزت کب ملی؟ جب شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کی۔ مولانا رومی خود فرما رہے ہیں کہ میں نے شمس الدین تبریزی کی، ایک اللہ والے کی صحبت اور غلامی اختیار کی، ان کے ساتھ اپنی زندگی لگائی تب اللہ نے مجھے مولائے روم بنادیا۔

بدون صحبت شیخ کوئی صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتا

جب تل چنبیلی کے پھول کی صحبت پا کر پھر کولہو میں پیلا جائے تو اس کا نام روغنِ چنبیلی ہوتا ہے، اگر تل تکبر کی راہ سے چنبیلی کے پھولوں کے ناز نہ اُٹھائے اور کہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے پھولوں کی نیازمندی کرنے کی تو کتنا ہی مجاہدہ کرلے، کولہو میں اس کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے وہ تلی کا تیل ہی کہلائے گا، اس کا دام نہیں بدلے گا، نام نہیں بدلے گا، کام نہیں بدلے گا، اس کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

اسی طرح جو لوگ اہل اللہ سے تعلق کے بغیر مجاہدات کررہے ہیں، نفلیں پڑھ رہے ہیں، وہ چاہے کتنے ہی حج کرلیں، کتنے ہی عمرے کرلیں لیکن اگر کسی اللہ والے کے صحبت یافتہ نہیں ہوں گے تو ان کی قیمت میں اضافہ کوئی نہیں ہوسکتا، وہ صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتے، قیمت صحبت سے ہوتی ہے، تل کا تیل اگر بیس روپے کلو ہے تو روغنِ گل سو روپے کلو ملے گا۔ گل روغن کس کا نام ہے؟ گلاب کے پھول کی صحبت تل نے اٹھائی، اس میں گلاب کی خوشبو آئی اب یہ تل کولہو میں پیلا گیا تو پھر جو تیل نکلا اس کا نام روغنِ گل ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ گل روغن دے دو، اب اس کو تل کا تیل کیوں نہیں کہتے ہو؟ حالانکہ تیل تو تل ہی کا ہوتا ہے لیکن گلاب یا چنبیلی کی صحبت کی برکت سے اس کا نام بدل گیا، اب تل کے تیل کو روغنِ چنبیلی اور روغنِ گل کہا جاتا ہے کیونکہ اب وہ تل گلاب اور چنبیلی کا صحبت یافتہ ہے۔

اہل اللہ کی اہانت کرنے سے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے

تو دیکھو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روغنِ گل اور روغنِ چنبیلی کو تل کا تیل کہہ دے تو وہ اپنی توہینِ عزت کا مقدمہ دائر کردے گا حالانکہ وہ ہے تو

تل ہی کا تیل لیکن اب اس کا دام بدل گیا، نام بدل گیا، کام بدل گیا۔ ایسے ہی اہل اللہ کے ماضی کا اگر کوئی تذکرہ کرے کہ صاحب یہ وہی تو ہیں جو شراب پیا کرتے تھے حالانکہ توبہ کر کے وہ اس وقت اللہ کا ولی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر مقدمہ دائر کر دیں گے:

﴿مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ﴾

(تفسیر الخازن)

جو میرے ولی کو اذیت پہنچاتا ہے میری طرف سے اس کے لیے اعلانِ جنگ ہے۔ یہ حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے اولیاء کی شان میں گستاخی کرتا ہے، اہانت کرتا ہے، ان کی توہین کرتا ہے، ان کا مذاق اُڑاتا ہے تو میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس میں سوءِ خاتمہ کی وعید ہے۔

مومن کی قیمت اس کے دردِ نسبت سے ہے

تو دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہوں سے فرمایا تھا۔ سبحان اللہ! ایسے علماء بھی ہوئے ہیں کہ بادشاہوں کو ڈانٹ لگا رہے ہیں، دہلی کی جامع مسجد میں مغل خاندان کے سلاطین کو اعلان کر رہے ہیں کہ اے مغل خاندان کے بادشاہو اور اے تخت و تاج کے مالکان! ولی اللہ دہلوی اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

دہلی کی جامع مسجد کے منبر سے یہ شاہ ولی اللہ کا اعلان ہے اور مخاطب کون ہیں؟ مغلیہ سلطنت کے تمام بادشاہ، اور سلاطین کہ میں سینے میں ایک دل رکھتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جواہرات و موتی ہیں، آسمان کے نیچے مجھ سے بڑا

رئیس اور امیر کوئی ہو تو مقابلے میں آئے۔ سبحان اللہ! کیا اعلان ہے کہ میں اپنے دل میں اللہ کی محبت کی جو دولت رکھتا ہوں تو کوئی ہے ایسا دولت مند جو میرے مقابلے میں آئے۔

اس کی شرح یہ ہے کہ گویا بزبانِ حال یہ فرمایا کہ اے تخت وتاج کے مالکان! اے بڑے بڑے بنگلوں کے مالکان! اے بڑے بڑے کارخانے والو اور سرمایہ دارو! بے پناہ دولت والو! بڑے بڑے بینک بیلنس والو! شامی کباب اور بریانی اور انڈا اور مرنڈا اڑانے والو! جس دن کفن لپیٹ کر تمہارا جنازہ زمین کے نیچے اُترے گا اس وقت کرنسی بدل جائے گی پھر تم اپنی قیمت لگانا کہ تمہاری کیا قیمت ہے، اس وقت پتہ چلے گا کہ تمہاری کیا قیمت ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، اتنا پیارا شعر کہا ہے کہ میں جب بھی پڑھتا ہوں تو وجد آجاتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

لوگ کہتے ہیں نا کہ میں کمشنر ہو گیا اور میں ڈی آئی جی ہو گیا ہوں اور میں فلاں کارخانے کا مالک ہوں، ''میں میں'' کا نشہ ہے، بوتل سے بھی زیادہ دولت کا نشہ ہوتا ہے لیکن علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سبحان اللہ! کیا سادگی ہے، کیا حقیقت ہے کہ ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
سفر میں رہے جیسے تیسے رہے

اس لیے شاعر کہتا ہے ؎

جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبلِ زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

ایک مرتبہ لکھنؤ میں وائسرائے آرہا تھا، سارا لکھنؤ جھنڈیوں سے سجا ہوا خوشنما باغ بنا ہوا تھا۔ اس موقع پر حضرت خواجہ عزیز الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی سے فرمایا کہ ابھی ابھی یہ شعر موزوں ہوا ہے ؎

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بہ اندازِ بہار آئی ہے

حسنِ فانی کا انجام

آج جو بچہ ہے کل اسے جوان ہونا ہے، پھر اس کے جوانی کے گال پچکنے والے ہیں اور کالے بال سفید ہونے والے ہیں، دانت منہ سے باہر آنے والے ہیں، مصنوعی دانت کی بہار کوئی بہار نہیں ہوتی، جیسے ایک صاحب مصنوعی دانت لگا کر سو گئے، رات کو خواب میں دیکھا کہ میں چنے چبا رہا ہوں اور چباتے چباتے سارے دانت کھا گئے، صبح ڈاکٹروں سے آپریشن کرانا پڑا، بھلا مصنوعی دانت قدرتی دانت کو کہاں پا سکتے ہیں۔ اس لیے بزرگوں نے نصیحت کی ہے کہ جس کے دانت مصنوعی ہوں وہ رات کو منہ میں لگا کر نہ سوئے، ڈبیہ میں یا کسی پیالے میں پانی ڈال کر رکھے ورنہ کہیں تم کو بھی کوئی خواب نظر نہ آجائے پھر صبح معلوم ہوا کہ دانت منہ سے پیٹ کے اندر داخل ہو گئے۔

اسی طرح جب کالے بال سفید ہو گئے تو ان کو کالا نہ کرو اس سے کوئی فائدہ نہیں، اکبر الٰہ آبادی کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست خضاب لگا رہا تھا۔ بھورے رنگ کا خضاب لگا سکتے ہیں، کالے رنگ کا خضاب لگانا جائز نہیں ہے، بہرحال ان کا ساٹھ سال کا بڈھا دوست خضاب لگا کر جوان بن رہا تھا، اکبر الٰہ آبادی نے دیکھا تو فوراً کہا ؎

مصروف ہیں جناب یہ کس بندوبست میں
اپریل کی بہار نہ ہوگی اگست میں

ارے جب اسٹرکچر کمزور ہوگیا تو لاکھ ڈسٹمپر لگاتے رہو کچھ حاصل نہیں ہوگا، صحت اور تندرستی کا مدار اللہ تعالیٰ سے تعلق پر ہے۔ کانپور میں ایک شخص نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی سرخ سفید اور بڑے صحت مند معلوم ہوتے ہیں، رفتار کا کیا پوچھنا ہے اور گفتار کا کیا کہنا، ذرا اپنے شیخ سے پوچھنا کہ کون سی جڑی بوٹی یا کشتہ کھاتے ہیں؟

محبت فی اللہ کا انعام

خواجہ صاحب اس وقت ڈپٹی کلکٹر تھے اور اپنے شیخ کے عاشق تھے حکیم الامت جب بھی کانپور تشریف لے جاتے اور جب واپس ہونے لگتے تو خواجہ صاحب ان کے تانگے کے پیچھے پیچھے ننگے پیر دوڑتے تھے، ڈپٹی کلکٹر شیخ کی محبت میں جوتا پہننا بھول جاتا تھا، تانگا آگے آگے جارہا ہے اور وہ زار و قطار روتے ہوئے بچوں کی طرح پیچھے پیچھے دوڑے جارہے ہیں کہ ہائے میرا شیخ آج مجھ سے جدا ہو رہا ہے۔

دلرُبا پہلو سے اُٹھ کر اب جدا ہونے کو ہے
کیا غضب ہے کیا قیامت ہے یہ کیا ہونے کو ہے
کرتے جاؤ آرزو پوری کسی ناشاد کی
اک ذرا ٹھہرو کوئی تم پر فدا ہونے کو ہے

تانگے پر شیخ و مرشد حکیم الامت جارہے ہیں اور خواجہ صاحب ننگے پیر دوڑتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے ہیں۔ میاں! مرنے سڑنے والی، ہگنے موتنے والی لاشوں سے دل لگانا تو سب جانتے ہیں لیکن اللہ سے محبت کرنا اور اللہ والوں سے محبت کرنا یہ کام کی چیز ہے، دنیا اور آخرت میں اور میدانِ محشر میں بھی یہی رشتے

کام آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو لوگ اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو عرش کا سایہ دے گا اور دنیا میں اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھنے والے جب ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے راستے بھر ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جب آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کے لیے مل رہا ہے، اس کو اپنے سے ملا دیجئے۔ دیکھا آپ نے فرشتے بھی اس محبت کی قدر کرتے ہیں اور دنیاوی محبت کی قدر کا حال دیکھ لو کہ ہر طرف سے لے دے ہو رہی ہے، لعنت پڑ رہی ہے، صحت بھی خراب، گردے بھی خراب، آنکھیں بھی خراب، سر میں چکر، کمر میں درد، پنڈلی میں اینٹھن، سر سے پیر تک بیمار۔ دنیاوی محبت کے بیماروں کا یہ حال ہے۔

تو خواجہ صاحب نے حضرت تھانوی سے پوچھا کہ حضرت مجھ سے ایک آدمی نے کہا کہ آپ کے شیخ تو بڑے صحت مند ہیں، یہ کون سا کشتہ اور جڑی بوٹی کھاتے ہیں، کون سا معجون کھاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آدمی خبطی معلوم ہوتا ہے، اس سے کہہ دینا کہ میں ایک بہت قیمتی کشتہ کھاتا ہوں اس جڑی بوٹی اور کشتہ کا نام ہے تعلق مع اللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق۔ جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق ہو جاتا ہے اس کو سوکھی روٹی بھی لگتی ہے۔ ماں کی گود میں بچہ سوکھی روٹی کھا کر بھی صحت مند رہتا ہے اور ماں کے مر جانے کے بعد سوتیلی ماں کچھ بھی کھلا دے اس کی صحت کا اس کے چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی ماں نہیں ہے۔

بندوں کا سکون آغوشِ رحمت الٰہی میں ہے

میں نے کعبہ شریف میں دیکھا کہ ایک بچہ گم ہو گیا اور وہ بچہ ماں کی یاد

میں اتنا چیخ چیخ کر رو رہا تھا کہ اندیشہ تھا کہ شاید روتے روتے مرجائے گا، حرمِ کعبہ کے اندر ساری دنیا کی مائیں تھیں، ہر زبان بولنے والی ماں تھی، الجزائر کی، تیونس کی، سوڈان کی، مراکش کی، نائیجیریا کی، ملیشیا کی، انڈونیشیا کی، ہندوستان کی، پاکستان کی، بنگلہ دیش کی، ساری ماؤں نے اسے گود میں لے کر پیار کرنا چاہا کہ یہ خاموش ہوجائے مگر وہ روتے روتے بے ہوش ہونے کے قریب ہورہا تھا کہ اتنے میں ایک شُرطے نے (وہاں پولیس والے کو شرطہ کہتے ہیں) بچے کو اُٹھایا اور چیخ کر آواز لگائی کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ ادھر بچہ کی ماں بھی پاگل ہورہی تھی، وہ بھی اسے تلاش کررہی تھی ۔

مری گم گشتگی پر خود مری منزل پریشاں ہے

یہ بڑی عبرت کا واقعہ ہے اور میرا چشم دید ہے، میں وہیں کعبہ میں تھا جب وہ بچہ چلاّ رہا تھا جس کی ماں اس سے دور ہوگئی تھی اور وہ ماں کی گود سے محروم ہوگیا تھا تو ساری دنیا کی ماؤں نے اس کا پچما لیا، گود میں لیا، تھپکیاں دیں، اس پر کیا کیا عنایتیں کیں مگر اس کو چین نہ آیا لیکن جب اس کی اصلی ماں آئی اور اس نے جیسے ہی بچے کو گود میں لیا تو اس کا سارا رونا دھونا ختم ہوگیا، اسے چین آگیا۔ اُس وقت مجھے اپنا ایک شعر یاد آگیا ۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

ایک صاحب نے کہا کہ جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو نیند آجاتی ہے جبکہ مجھے چھ مہینے سے نیند ہی نہیں آرہی تھی۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ سن لو، ساری دنیا تمہیں پیار کررہی تھی لیکن تم اللہ سے دور تھے، جیسے بچہ جب دوسری ماؤں کی گود میں تھا، اپنی اصلی ماں سے نہیں ملا تھا اس وقت تک بے چین تھا اور جیسے ہی اپنی ماں کی گود میں پہنچا تو فوراً سو گیا، تو اصلی پالنے والا، ماں سے زیادہ محبت کرنے والا تو

ربّا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رومی کو جزائے خیر دے، فرماتے ہیں ؎

تشنگاں گر آب جویند از جہاں

آب ہم جوید بعالم تشنگاں

اگر دنیا میں پیاسے پانی کو تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔ اگر کوئی اللہ کی طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو اللہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے اور جو ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ اس کو دوڑ کر اُٹھا لیتے ہیں۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ سلوک کے لیے اتنا کافی ہے کہ تم اللہ کے راستے میں کچھ چلنا شروع کر دو جیسے دو ڈھائی سال کا چھوٹا بچہ ابھی صحیح سے چل نہیں پاتا، باپ کہتا ہے کہ بیٹا چلو تو وہ کانپتا ہوا، گرتا ہوا چلتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب گرے گا اب گرے گا مگر باپ اسے دیکھ دیکھ کر مزہ لے رہا ہے اور جب وہ گرنے لگتا ہے تو دوڑ کر جلدی سے اس کو اُٹھا کر پیار کرنے لگتا ہے۔ اگر ابا کو یہ محبت ہے تو ربا کو اس سے بے شمار زیادہ محبت ہے، بس کسی اللہ والے کے مشورہ سے اللہ کا نام لینا شروع کر دو کیونکہ جو لوگ مشورہ کے بغیر ذکر کرتے ہیں تو اللہ کے نام کا مزہ پا کر بعض وقت زیادہ ذکر کر لیتے ہیں جیسے ڈاکٹر کہے کہ بھئی آپ آدھا سیر دودھ پینا اور وہ ڈیڑھ کلو پی جائے تو دست لگ جائیں گے کہ نہیں؟

رہبر کے بغیر راستہ طے نہیں ہوسکتا

چنانچہ کل ایک صاحب آئے کہنے لگے کہ میرا ایک عزیز ایم بی بی ایس کا سالانہ امتحان دے رہا ہے، امتحان میں تین مہینے رہ گئے ہیں لیکن زیادہ ذکر، وظیفہ اور تلاوت کرتے کرتے اس کا دماغی توازن غیر معتدل ہو گیا، نعرے مارتا ہے اور ایک مرتبہ امام صاحب کے مصلیٰ پر بیٹھ گیا اور کہتا تھا کہ اب میں نماز پڑھاؤں گا، بڑی مشکل سے اس کو کھینچ کر ہٹایا گیا۔ تو دماغی اعتدال از حد لازم ہے۔

جو لوگ بلا رہبر، بغیر راہ نما، بغیر مشائخ اور بزرگوں کے اس راہ میں سفر کرتے ہیں ان کا یہی حشر ہوتا ہے، زیادہ وظیفے پڑھ کر ان کو جلال آتا ہے اور ان کی پاگل پن کی باتوں سے سارا گھر ان سے پریشان رہتا ہے اور دین سے نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔ دین اس کا نام تھوڑی ہے کہ ہر وقت غصے اور چڑ چڑاہٹ میں رہو اور دین کو ایسا دِکھاؤ کہ معلوم ہوتا ہے جیسے دین ایک بھیڑیا ہے۔ دین کوئی بھیڑیا نہیں ہے، ایسے لوگوں کی وجہ سے دین سے نفرت پھیلتی ہے۔ لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مجذوب نہیں پاگل ہیں، زیادہ وظیفہ پڑھنے سے دماغ گرم ہو جاتا ہے اور یہ پاگل ہو جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم کو جلال آرہا ہے، جلال ولال کچھ نہیں ہے یہ سب پاگل ہیں، اعتدال اہل اللہ کی صحبت ہی سے نصیب ہوتا ہے۔

جیسے کار کتنی ہی عمدہ ہو مگر ڈرائیور کا ہونا ضروری ہے اور وہ ڈرائیور بوٹ پہنے گا اور بوٹ بریک پر رکھے گا، بریک لاکھ قیمتی ہو، خواہ سونے کی ہو اور وہ لاکھ کہے کہ صاحب مجھ پر یہ بوٹ نہ رکھئے، میری توہین ہو رہی ہے، میری گردن سے اپنا بوٹ ہٹا لیجئے لیکن ڈرائیور کہے گا کہ اے بریک! اگر میں تیری گردن سے بوٹ ہٹا لوں تو کار کا ایکسیڈنٹ ہو جائے گا پھر نہ تیری خیر ہوگی نہ میری اور میری کار پر جو بیٹھیں گے ان کی بھی خیر نہیں ہے۔ تو شیخ مثل ڈرائیور کے ہوتا ہے، اپنے مرید کی رفتار دیکھتا رہتا ہے۔

ایک شخص نے حکیم الامت کو لکھا کہ مجھے ذکر میں روشنی نظر آتی ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ اب خلافت نامہ آرہا ہوگا، شیخ کہے گا کہ اب تو میرے مرید کو تجلی نظر آگئی لیکن حکیم الامت نے فرمایا کہ تمہارے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے، خمیرہ آبریشم کھاؤ اور صبح گھاس پر ننگے پیر چلو، شبنم کی ٹھنڈک تمہارے دماغ کو ٹھنڈا کرے گی۔ بتایئے! اگر کوئی اناڑی پیر ہوتا تو کہتا کہ بس اب تھوڑا سا ذکر اور

کرو، دو چار تجلی اور نظر آجائے اس کے بعد خلافت لے لینا اور خلافت کیا ہوتی وہ اور پاگل ہو جاتا۔

جب میں بمبئی گیا تو میرا ایک پیر بھائی جب دیکھو رو رہا ہے،، دیکھا کہ وہ تہجد کے وقت اُٹھے اور تہجد پڑھ کر گھنٹوں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں، میں سمجھ گیا کہ دماغ معتدل نہیں ہے۔ اس وقت وہاں میرے شیخ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب بھی موجود تھے، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت اس شخص کا مزاج غیر معتدل ہو رہا ہے، حضرت نے فرمایا کہ بالکل ٹھیک کہتے ہو، میں نے حضرت سے گذارش کی حضرت کچھ دن کے لیے ان کا علاج میرے سپرد کر دیجئے۔ حضرت نے ان کو بلایا کر فرمایا کہ دیکھو اب حکیم اختر تمہارے مربّی اور معالج ہیں، جو یہ کہیں وہی کرو۔ میں نے ان سے کہا کہ جتنا وظیفہ پڑھتے ہو سب ملتوی کر دو کچھ نہ پڑھو، بس اللہ والے نیک دوستوں میں ہنسو بولو، گنے کا رس پیو، سیب کا عرق پیو۔ تین چار دن کے بعد وہ معتدل ہونے لگے اور حضرت سے کہنے لگے کہ حضرت! حکیم اختر صاحب نے جو باتیں بتائیں تو مجھے تو دوبارہ زندگی نصیب ہوگئی ورنہ میرا دماغ تو بالکل ہی چل گیا تھا۔ سارا گھر مجھ سے پریشان تھا ہر وقت بیوی بچوں سے لڑائی کرتا تھا۔ پھر وہ میرے ساتھ ہردوئی تک آئے اور کہنے لگے کہ میں زیادہ روز ان کے ساتھ ان کی صحبت میں رہوں گا۔

تو دوستو! مربی اور شیخ کے بغیر کام نہیں بنتا اور جب اللہ تعالیٰ سے تعلق نصیب ہو جاتا ہے تو سوکھی روٹی بھی جسم کو لگتی ہے اور اگر دل پریشان ہو، دل میں مصیبت، گھبراہٹ اور وحشت ہو تو کھانا پینا جسم کو کیا لگے گا، زیادہ فکر سے جسم کی ساری مشین خراب ہو جاتی ہے۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

تو دوستو! اللہ تعالیٰ سے تعلق اتنا بڑا کشتہ ہے کہ آپ کی دنیا بھی بہتر ہوجائے گی اور آخرت بھی بہتر ہوجائے گی۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ دنیا کے چین ہی کے لیے اللہ والے بن جاؤ، اللہ والوں کی صحبت میں چلو اور یہی نیت کرلو کہ چلو دنیا بھی بن جائے گی اور آخرت بھی بن جائے گی، چین وسکون اور روحانی حیات نصیب ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے جب تعلق ہوجاتا ہے تو ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

جب دل میں چین ہوتا ہے تو ہر طرف چین نظر آتا ہے، دل پریشان ہوتا ہے تو سارا عالم پریشان نظر آتا ہے۔ جو بچہ ماں کی آغوشِ محبت سے دور ہوجائے وہ پریشان اور بے چین ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذکر سے دل کو چین ملتا ہے کیونکہ بندہ کو اپنے رب کی آغوشِ محبت نصیب ہوجاتی ہے جو والدین سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لیے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ اے سفیان ثوری! تم تابعی اور جلیل القدر محدث ہو، یہ بتاؤ تمہارا مزاج کیسا ہے؟ کہنے لگے کہ مزاج کیا پوچھتے ہو بیمار ہوں، موت قریب معلوم ہوتی ہے، ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں مرگیا تو اَیَغْفِرُ اللّٰہُ کَمِثْلِیْ کیا اللہ مجھ جیسے کو بخش دے گا؟ یہ واقعہ عربی کی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے اندر موجود ہے جس کا ترجمہ سنا رہا ہوں۔ تو امام ابوحنیفہ کے استاد شیخ حماد نے فرمایا کہ آپ پوچھتے ہیں کہ اللہ آپ کو بخش دے گا کہ نہیں بخشے گا؟ تو سنئے:

﴿لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ مُحَاسَبَةِ اَبَوَيَّ وَ بَيْنَ مُحَاسَبَةِ اللهِ لَاخْتَرْتُ مُحَاسَبَةَ اللهِ﴾

اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ کو اختیار دیں کہ اگر تم چاہو تو اپنے ماں باپ سے حساب کرالو اور چاہو تو مجھ سے حساب کرالو تو میں اپنے اللہ کو حساب دوں گا اور کہوں گا کہ اے اللہ! ماں باپ کی رحمت پر مجھے اتنا اعتماد نہیں ہے جتنا آپ کی رحمت پر اعتماد ہے کیونکہ ماں باپ کی رحمت محدود ہے اور آپ کی رحمت غیر محدود ہے، میں محدود رحمت سے غیر محدود رحمت کی گود میں آنا چاہتا ہوں۔

تو اگر ذکر کی حالت میں نیند آنے لگے اس پر میں نے عرض کیا ہے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

ذکر سے قرب بڑھا اور اللہ کی رحمت نے اپنی آغوش میں لے لیا تو رب العٰلمین، ارحم الراحمین کی آغوشِ رحمت میں نیند نہ آئے گی؟ معلوم ہوا کہ ذکر میں اس لیے نیند آتی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں ہوتا ہے اور جب زیادہ نیند آنے لگے تو سو جایا کرو۔ ایک صاحب نے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت جب ذکر اللہ کرتا ہوں تو نیند پریشان کرتی ہے، فرمایا کہ سر کے نیچے تکیہ رکھ اور سو جایا کر، زبردستی ذکر مت کر۔ جب نیند آئے سر کے نیچے تکیہ رکھو اور سو جاؤ، جب بیدار ہو جاؤ، دماغ تازہ ہو جائے پھر اللہ کا ذکر پورا کرلو یا کسی اور وقت پورا کرلو اور پھر یہ حدیث پڑھی:

﴿لَا تَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ﴾

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلٰوۃ، باب فی من نام عن الصلٰوۃ او نسیھا)

نیند میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔ نیند میں کمی سے بہت سارے امراض پیدا ہو جاتے ہیں، نیند کی کمی سے سارے جسم کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے نیند کی شان میں آیت نازل کی ہے کہ یہ بڑی پیاری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾

(سورۃ النباء، آیت: ۹)

اے دنیا والو! ہم نے تمہارے لیے نیند کو سببِ آرام بنایا ہے۔ جب سارے اعضاء آرام کرلیں گے تو صحت مند ہو جائیں گے، چھ گھنٹے سے کم سونے والا اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور دماغی کام کرنے والا آٹھ گھنٹہ سوئے۔

دینی خُدّام کے لیے حفاظتِ صحت نہایت ضروری ہے

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دماغ سے کام لے مگر سر پر تیل نہ لگائے، مغزِ بادام نہ کھائے، معجون مقوی دماغ نہ کھائے اور پھر اس کا دماغ کمزور ہو جائے تو قیامت کے دن پکڑا جائے گا کہ تم نے ہماری مشین تو استعمال کی لیکن اس میں تیل کیوں نہیں ڈالا؟ بھئی موٹر چلاتے ہو تو اس میں گریس یا آئل ڈالتے ہو کہ نہیں؟ اسی لیے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اُس زمانے میں پانچ روپے کا ناشتہ کرتے تھے۔ حضرت نے ڈیڑھ ہزار کتابیں لکھیں، دماغ سے کام لیا تو دماغ کا حق بھی ادا کیا، آج سے ساٹھ ستر سال پہلے سَستی کے اُس زمانے میں پانچ روپے کا ناشتہ کیا، اس میں سونے کا ورق بھی ہوتا تھا اور چاندی کا ورق بھی اور موتی کا خمیرہ اور سیب کا مربہ بھی اور پھر بادام پیس کر ٹکیہ بنا کر سر پر رکھے رہتے تھے، اب تصنیف ہو رہی ہے، قرآنِ پاک کی تفسیر بیان القرآن لکھی جا رہی ہے اور سر پر بادام کی ٹکیہ رکھی ہوئی ہے اور دماغ میں اس کا تیل جذب ہو رہا ہے۔

یہ حضرات تھے جو اللہ کے لیے اپنی صحت کا خیال رکھتے تھے۔ جو اپنی صحت خراب کرتا ہے یہ بھی مجرم اور ظالم ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ضائع

کررہا ہے۔تو دوستو! اللہ سے تعلق قائم کرنے کے لیے ذکر کرو کیونکہ اس سے آخرت میں تو ان شاء اللہ جنت ملے ہی گی لیکن دنیاوی طور پر بھی اس کو سکون ملتا ہے کیونکہ جس کے دل میں اللہ آتا ہے تو دنیا کی تمام نعمتوں اور جنت کی تمام نعمتوں کے ساتھ آتا ہے، اس کی صفت اس سے کبھی الگ نہیں ہوتی، وہ دونوں جہان کی تمام نعمتوں کے ساتھ دل میں آتا ہے۔اسی لیے خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

اللہ تعالیٰ سے قوی اور صحیح تعلق ضروری ہے

اللہ کے تعلق سے سب کچھ نصیب ہوجاتا ہے۔اس لیے دنیا میں بھی چین سے رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے قوی اور صحیح تعلق ضروری ہے جتنا زیادہ اللہ سے صحیح اور قوی تعلق ہوگا اتنا ہی زیادہ چین ملے گا۔قوی کے ساتھ صحیح کہہ رہا ہوں ورنہ بعضے اہلِ بدعت کا بھی تعلق قوی ہے مگر صحیح نہیں ہے اس لیے عصر کے بعد نفلیں بھی پڑھ رہے ہیں حالانکہ عصر کے بعد نفلیں پڑھنا جائز نہیں، عمل تو ہے، عبادت بھی ہے آنکھوں میں آنسو بھی ہیں لیکن سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے کچھ قبول نہیں ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق مانگیں تو دو چیزوں کے ساتھ مانگیں کہ اے اللہ! اپنا قوی تعلق نصیب فرما، اے اللہ! اپنا صحیح تعلق نصیب فرما۔صحیح تعلق کے کیا معنیٰ ہیں؟ جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا زہر استیراد نہ ہوتا ہو، جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی فکر نہ ہو، تلاوت کرتا ہے، روزانہ پانچ پارے پڑھتا ہے، نفلیں بھی خوب پڑھ رہا ہے، درود شریف تین ہزار مرتبہ پڑھ رہا ہے لیکن جب سڑک پر جاتا ہے تو کسی بس اسٹاپ پر کسی عورت کو نہیں چھوڑتا،

غیبت کرنے سے باز نہیں آتا، جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا، مسلمانوں کو دھوکہ دینے سے باز نہیں آتا، ماں باپ کے ساتھ لڑنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا، تسبیح برابر کھٹا کھٹ چل رہی ہے اور ماں باپ کو ایسا تلخ جواب دے رہا ہے کہ بے چارے ماں باپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں کہ ہائے اس ظالم اولاد سے تو بے اولاد ہی اچھے تھے، بیوی پر غصہ آیا تو کچھ خیال نہ کیا کہ ہماری بھی بیٹیاں ہیں۔

فیضانِ رحمت الٰہیہ کی علامت

اب اس آیت کا ترجمہ سن لیجئے جو میں نے شروع میں تلاوت کی۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صحابہ پر نہایت رحم دل، انتہائی نرم اور شفیق ہیں، آپ کی یہ رحمت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فیض سے ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب اپنے صحابہ پر رحم دل ہیں۔ معلوم ہوا کہ مخلوق پر رحم دل ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، انسان خود اپنے کو بڑا نہ سمجھے کہ میں بڑا مہربان ہوں، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دل نرم ہوتا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے، جس شخص کے مزاج میں رحمت کی شان غالب ہو جائے تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی کرم ہے، اور وہ کرم جو اللہ نے اپنے نبی پر فرمایا تھا وہ ایک ادنیٰ اُمتی پر بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ ہی کی رحمت کے سبب سے ان پر رحم دل ہیں یعنی رحمۃ للعٰلمین کی رحمت ارحم الراحمین کی رحمت کے فیضان سے ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیا آیت نازل فرمائی کہ اللہ کی رحمت ہی سے آپ نرم ہیں، کیا مطلب کہ خطاؤں کو معاف کرنا اور مخلوق پر مہربان ہونا یہ اُسی کو نصیب ہوتا ہے جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا فیضان ہو ورنہ آدمی اپنی بداخلاقیوں کے لیے ہزاروں نکتے نکال لیتا ہے، اپنے

سوءِ خلق اور بداخلاقی کے لیے نہ جانے کتنی مصلحتیں نکال لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی! اے اللہ کے پیغمبر آپ میرے بندوں پر یعنی اپنے صحابہ پر جو زیادہ رحم دل ہیں تو اس رحمت کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب آپ کے اوپر میری رحمت ہے۔ جس کے سبب آپ کے اخلاق میں نرمی اور رحمت کی شان ہے۔

اس لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخلوقِ خدا پر رحمت کرنا اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آنا عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدائے تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ یہ آپ کو بیان القرآن کی تفسیر سنا رہا ہوں۔ دیکھئے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو کیسا حل کیا۔

بیویوں سے بداخلاقی کا انجام

کتنے لوگ ہیں جو اپنی بداخلاقی کے باعث پریشان رہتے ہیں۔ ابھی دو سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب میرے پاس روتے ہوئے آئے کہ میری بیوی ناراض ہو کر چلی گئی ہے اور واپس نہیں آرہی ہے، اس کو بلانے کے لیے کیا وظیفہ پڑھوں؟ میں نے کہا کہ اس کو ناراض کرنے کے لیے بھی آپ نے کوئی وظیفہ پڑھا تھا؟ تو ہنسنے لگے، کہنے لگے کہ ہاں میں نے ذرا سختی کر لی تھی، تھپڑ بھی لگا دیئے تھے اور کچھ گندے الفاظ بھی نکال دیئے تھے۔ بہرحال میں نے اس کو وظیفہ بتا دیا اور تعویذ بھی دے دیا، پھر ہر ہفتے آتے کہ ابھی تک تو کوئی اثر نہیں ہوا، میں نے کہا کہ اتنی بے چینی کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگے کہ دن رات بے کیف ہو رہے ہیں، بہت پریشانی ہو رہی ہے، میں نے کہا کہ یہ سب پہلے ہی سوچ لیتے، اُس وقت غصہ میں مستقبل کو کیوں نہیں سوچا، اب جاؤ اور اس کو منا کر لے آؤ۔ آخر کار وہ صاحب اپنی بیوی کو منانے کے لیے گئے اور معافی مانگی تو کام

بن گیا۔

اسی لیے دوستو! یہی کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر آپ کی عزت نہیں ہے، نبی نے اپنی بیویوں کے ساتھ جو اخلاق برتے ہیں ان کو اختیار کرو، چاہے آپ کی یا آپ کی خانصاحبیت کی یا آپ کی چودھراہٹ کی یا آپ کے سید ہونے کی کتنی ہی عزت ہو، اللہ نے آپ کو کوئی بھی عزت دی ہو لیکن آپ اپنی عزت کو نبی کی عزت سے زیادہ نہ سمجھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہمیشہ مسکرا کر داخل ہوتے تھے۔

بیویوں کی دِل جوئی کرنا سنتِ نبوی ﷺ ہے

لیکن کیا کہیں کہ اچھے اچھے دین دار لوگ دوستوں میں خوب ہنسیں گے لیکن جب گھر میں بیوی کے پاس جائیں گے تو یا تو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عرشِ اعظم پر مراقبہ کرتے ہوئے، آنکھ بند کیے ہوئے، تسبیح پڑھتے ہوئے، گردن جھکائے ہوئے داخل ہوتے ہیں یا پھر آنکھیں لال لال کیے ہوئے فرعون بے سامان بنے ہوئے آتے ہیں، دوستوں کی لڑائی، اور دنیا بھر کی پریشانی اور غصہ بیوی پر اُتارتے ہیں، وہ بے چاری دن بھر انتظار کرتی ہے کہ میاں آئیں گے تو ذرا دل بہلائیں گے۔ تم تو گھر کے باہر ہزاروں سے ملتے ہو، بیوی بے چاری کس سے ملتی ہے لہٰذا ذرا اس پر رحم کرو، یہ تمہاری شفقتوں کا، تمہاری محبتوں کا انتظار کرتی ہے کہ میرا شوہر شام کو گھر آئے گا تو میں کچھ دل بہلاؤں گی مگر بیوی کو کبھی کوئی لطیفہ نہیں سناتے، نہ کبھی ہنساتے ہیں بلکہ ہر وقت اس سے شکایت رہتی ہے کہ تکیہ ٹھیک سے نہیں دھویا، یہ چادر میلی ہے، کپڑے استری کیوں نہیں کیے، کیا وہ اسی کام کے لیے ہے؟ اور خود دوستوں کے ساتھ ہر وقت لطیفے سنا رہے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہیں، اگر ان کا قہقہہ ریکارڈ کر لیا جائے تو

نہ جانے کتنی دور تک ان کی ہنسی کی آواز پہنچے۔ کتنے ظلم کی بات ہے! اس بے چاری کا بھی تم پر حق ہے۔ ذرا حدیثوں کا مطالعہ کرو کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کی کس درجہ دِل جوئی فرماتے تھے۔ وہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہے جو اپنے فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں سے اتنی خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے کہ جب وہ شوہر کا نام لیتی ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ میرا شوہر انتہائی کریم ہے۔

دوستو! یہ کیا کہ آدمی آپ سے پریشان ہوجائے، یہاں شوہروں کی ستائی ہوئی تعویذ یا دعائیں لینے بے چاری اتنی مظلوم خواتین آتی ہیں کہ میرا شوہر رات کو دو بجے گھر آتا ہے اور میری طرف دیکھتا بھی نہیں۔ دل روتا ہے کہ یا اللہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ چین سے نہیں ہیں، واللہ مسجد میں کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بے چین رکھتا ہے کبھی چین نہیں پاسکتا، اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لو۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ باہر کی عورتوں سے بدنظری کرنا ہے کیونکہ جب ادھر ادھر نظر خراب کی تو باہر کی چیز اچھی لگی اور اپنی بیوی خراب لگنے لگی۔ اب باہر سے بدنظری کرکے شوہر صاحب گھر آکر منہ ٹیڑھا کیے دوسری طرف لیٹے ہیں کہ تم سے تو باہر والی اچھی ہے۔ اس کا آخر میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعضے ایسے مصائب میں مبتلا ہوئے کہ عمر بھر پچھتاتے رہے۔ ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں ہیں کہ کیا بتاؤں۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ کی مخلوق سمجھ کر ان کی دعائیں لو، ان سے اتنے اخلاق سے پیش آؤ کہ وہ ہر وقت تمہارے لیے دعا گو رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنۡتَ لَھُمۡ ﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے صحابہ پر رحمۃ للعلمین کی جو شان دِکھا رہے ہیں یہ آپ کے اوپر میری شانِ ارحم الراحمین کی رحمت کا فیضان ہے۔ حکیم الامت

نے تفسیر بیان القرآن میں فرمایا کہ دیکھو مخلوقِ خدا پر رحمت اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آنا عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدائے تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ آپ کی شفقت اور نرمی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیض ہے، یہ اس آیت کی تفسیر ہوگئی۔

دینی خُدّام پر شانِ رحمت غالب ہونی چاہیے

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾

اگر خدانخواستہ آپ تندخو اور سخت طبیعت کے ہوتے تو صحابہ آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے اور آپ کے فیوض و برکات سے محروم ہوجاتے۔ آج استادوں کو، بزرگوں کو اور علماءِ دین کو غرض جن لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کا کوئی موقع دیا ہے ان کو چاہیے کہ اپنے اخلاق میں نہایت حسن پیدا کریں، ایسا نہ ہو کہ ان کی بداخلاقی سے لوگ منتشر ہوجائیں کہ بھائی وہاں مت جانا ان پر تو ہر وقت جلال ہی چڑھا رہتا ہے، ان جلال والوں پر مجھے بہت غصہ آتا ہے کیونکہ جلال ولال کچھ نہیں ہوتا یہ سب نفسانیت ہوتی ہے یا زیادہ وظیفہ پڑھنے کی گرمی ہوتی ہے، یہ آلو بیچنے والوں کو بھی جلال دِکھاتے ہیں کہ آلو اور ڈالو ورنہ ؎

جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

قصائی سے بھی کہتے ہیں کہ ذرا اچھی اچھی بوٹیاں دینا، رات کو اتنی تہجد پڑھی ہے، اتنا رویا ہوں، دیکھتے نہیں ہو رات کو جاگنے سے میری آنکھیں کیسی لال ہو رہی ہیں، اچھی اچھی بوٹیاں نہ دو گے تو تمہاری بوٹیوں کی خیر نہیں ہے۔ دیکھا آپ نے! کیا تصوف اسی کا نام ہے؟

تصوف تو اس کا نام تھا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے کہ ایک بدکار عورت نے ان کے اوپر راکھ ڈال دی۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ

مریدوں نے کہا کہ حضور اجازت دیجئے کہ ہم اس کی پٹائی کریں، فرمایا کہ اگر انتقام لینا ہے تو میرا ساتھ چھوڑ دو، تم اللہ کے راستے کے قابل نہیں ہو، اللہ کے راستے کے قابل وہ ہوتے ہیں جو مخلوقِ خدا کے ستانے کو برداشت کریں، ان کے لیے دعا گو رہیں۔ مریدوں نے پوچھا کہ آپ نے الحمدللہ کیوں کہا؟ کیا یہ راکھ جو سر پر گرائی گئی اس پر الحمدللہ کہا؟ فرمایا کہ ہاں اسی پر الحمدللہ کہا۔ پوچھا کہ یہ کون سی نعمت ہے؟ فرمایا کہ جو سر آگ برسائے جانے کے قابل تھا اگر اللہ نے اس پر راکھ برسا دی تو میں اس پر اللہ کا شکر کیوں نہ ادا کروں۔ لہٰذا جب کوئی بلا آئے تو یہ کہو کہ اے اللہ! ہم تو اس سے زیادہ بڑی بلا کے قابل تھے آپ کا احسان ہے کہ چھوٹی بلا سے آپ نے میرا پرچہ حل کر دیا۔ یہ ہے تصوف، اصلی تصوف اس کا نام ہے۔ یہ نہیں کہ ذرا سی کوئی بات ہوئی اور ناشکری شروع کر دی۔

قبولیت دعا کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں

ایک صاحب روزی کے بارے پریشان تھے، انہوں نے ایک سرکاری محکمے میں ٹینڈر دیا، مجھ سے مشورہ کیا تو میں نے کچھ پڑھنے کو بتا دیا، جب ٹینڈر نہیں ملا تو ان صاحب نے اس دن جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھی اور آکر مجھ کو دھونس بھی دے رہے ہیں کہ آپ کے وظیفے سے میرا کام نہیں بنا لہٰذا میں نے بھی آج اللہ میاں کا جمعہ نہیں پڑھا، جب اللہ میاں ہمارا کام نہیں کرتے تو میں ان کا کام کیوں کروں؟ دیکھا آپ نے کبھی کبھی ایسے پاگلوں سے بھی پالا پڑتا ہے حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ:

﴿مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَّیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَ اِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَھَا﴾

(مشکاۃ المصابیح، کتابُ الدعوات، ص: ۱۹۶)

یعنی مومن کی ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں کبھی وہی چیز دے دیتے ہیں جو بندہ مانگ رہا ہے، کبھی دعا کی برکت سے کسی بہت بڑے حادثے یا کسی بڑی مصیبت یا نقصان سے بچا لیتے ہیں اور کبھی یہاں نہیں دیتے آخرت میں دیتے ہیں۔ پس جس کی دعا قبول نہ ہو، یعنی جس کی دعا قبول ہونے میں دیر ہو کیونکہ دعا تو فوراً قبول ہو جاتی ہے لیکن کبھی اللہ تعالیٰ دیر سے اس کا ظہور فرماتے ہیں تاکہ میرا بندہ دیر تک مجھے یاد کرتا رہے ؎

اُمید نہ بر آنا اُمید بر آنا ہے
اک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ ہم سے زیادہ دن تک عرض و معروض کرتا رہے، لذتِ مناجات لیتا رہے، اس کی آواز اللہ کو اچھی لگتی ہے اور یہ ظالم سمجھتا ہے کہ اللہ میاں نے میری سنی ہی نہیں۔ علامہ ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ جس شخص کی دعا ابھی قبول نہیں ہوئی، اس کی آرزو پوری نہیں ہوئی مگر وہ پھر بھی اللہ کو اسی محبت سے یاد کرتا رہتا ہے تو فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ قَامَ بِحَقِّ رَبِّهٖ﴾

یہ اپنے رب کا حق ادا کر رہا ہے اور جس کی ہر آرزو پوری ہو جائے اُس کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ قَامَ بِحَظِّ نَفْسِهٖ﴾

یہ اپنے نفس کی خوشیوں پر اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے لہٰذا اصلی عبادت گذار وہ ہے جس نے اللہ کو اللہ کے لیے چاہا۔

بندوں کی لغزشوں کو معاف کرنا بھی رحمتِ حق کا فیضان ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾

اے اللہ کے نبی! اگر آپ تند خو، سخت طبیعت ہوتے تو آپ کے پاس سے سب لوگ منتشر ہو جاتے۔ آگے فرماتے ہیں:

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾

آپ نے ان کے افادے کے لیے ان کے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی لہٰذا اگر کبھی آپ کے حکم میں ان سے کوتاہی ہو جائے تو آپ ان کو معاف کر دیا کریں اور جن سے خدائے تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہوگئی ہو ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لیجئے، اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت مانگ لیجئے، گو اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزشوں کو معاف فرما دیا مگر اے نبی آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت ہوگی آپ کی زیادہ شفقت کی اور آپ کی شفقت سے ان کو زیادہ تسلی ہوگی اور آگے فرماتے ہیں:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾

آپ بدستور ان سے مشورہ لیتے رہا کیجئے اگرچہ اللہ و رسول ان کے مشورے سے ان سے بے نیاز ہیں لیکن آپ کے مشورہ لینے سے ان کی دل جوئی ہوگی اور ان کے دل میں اللہ و رسول کی محبت بڑھے گی۔ اور آگے ہے:

﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اے نبی آپ مشورہ کر لینے کے بعد جب پکا ارادہ کر لیں تو پھر اس پر عمل کریں کیونکہ پھر وہی حق ہے پھر چاہے آپ کے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو آپ اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ اللہ تعالیٰ متوکلین سے محبت رکھتا ہے۔

آیتِ بالا سے ایک مسئلہ کا استنباط

حضرت حکیم الامت نے بیان القرآن میں اس آیت سے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اُمورِ انتظامیہ متعلقہ بالرائے والمشورہ میں

کثرتِ رائے کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرتِ رائے کے خلاف نہ ہو۔

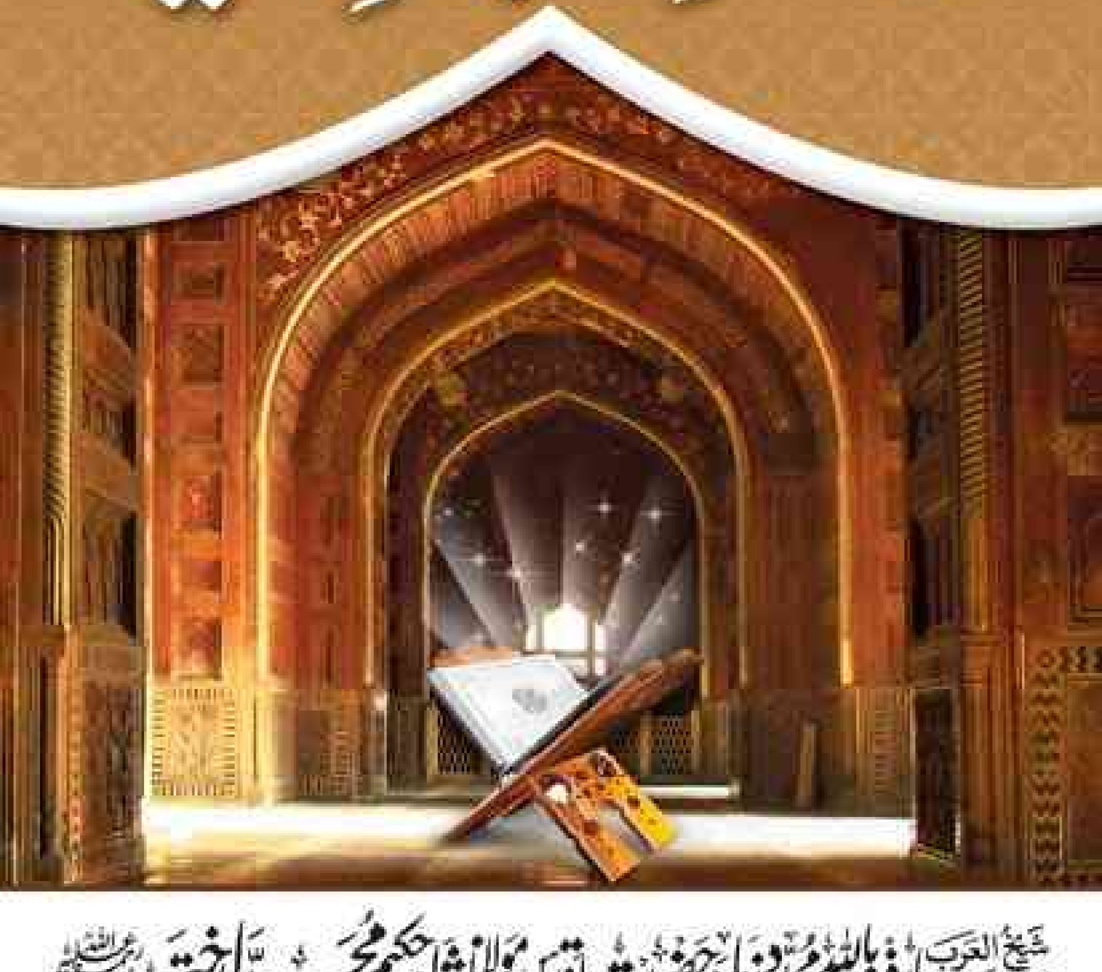
بس اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور حکیم الامت کا رسالہ ''حقوق الاسلام'' لینا یاد رکھئے، یہ آپ کو مفت ملے گا، اللہ تعالیٰ حقوق الاسلام پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے، آمین۔

یا اللہ اپنی رحمت سے اس عرض ومعروض کو قبول فرما لیجئے اور اس مجلس کو بھی قبول فرما لیجئے۔ اے ہمارے رب! میری زندگی میں اور میرے جتنے دوست بیٹھے ہیں ان کی زندگی میں کوئی عمل بھی آپ کو پسند آ گیا ہو، اتنے سامعین اور حاضرین کرام ہیں اے اللہ ان کا کوئی عمل یا اختر کا کوئی عمل قبول ہو گیا ہو تو اس مقبول عمل کی برکت سے آپ ہم سب کو اپنا مقبول اور محبوب بنا لیجئے اور اس مجلس کو اپنا مقبول ومحبوب بنا کر ہم سب کو اللہ والی حیات، اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، تقویٰ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، سر سے پیر تک آپ ہمارے ظاہر اور باطن کو اس طرح کر دیجئے کہ آپ خوش ہو جائیں۔ اے اللہ! اپنی ناراضگی اور غضب کو ہم سے اُٹھا لیجئے، اپنے غضب کے اعمال سے ہم کو نفرت وکراہت اور اپنی خصوصی حفاظت تشریعی وتکوینی مقدر فرما دیجئے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۷

فیضانِ صحبتِ اولیاء



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۷

فیضانِ صحبتِ اولیاء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

یہ فیضِ صحبتِ ابرار ہے دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : فیضانِ صحبتِ اولیاء

واعظ : عارف باللہ مجدِ دِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۸۶ء

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

مقام : خانقاہ ڈھالکہ نگر، ڈھاکہ (بنگلہ دیش)

تاریخ اشاعت : ۲۹ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۹ مئی ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام :شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080 اور+92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرواشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

پیش لفظ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کے تین طبقات کی نشاندہی فرمائی ہے۔ایک طبقہ وہ ہے جس نے محض کتابیں پڑھ کر دین کی تعلیم حاصل کی لیکن کسی اللہ والے کے پاس جاکر اپنے اخلاق کی اصلاح اور نفس کا تزکیہ نہیں کروایا وہ اپنے حاصل کردہ علم کو بھی بھول گیا۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے صرف اللہ والوں کی صحبت کا فیض اٹھایا، اس کی برکت سے اسے دین کا ضروری علم بھی حاصل ہوا، اخلاق کی اصلاح بھی ہوئی، گناہوں سے پاک تقویٰ والی حیات بھی نصیب ہوئی اور ذکر وعبادات کا نور بھی حاصل ہوا، گویا سراپا نور ہوگئے۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جس نے دین کا علم بھی حاصل کیا، عالم بھی ہوئے اور اہل اللہ کی صحبتوں کا فیض بھی اٹھایا، اپنے علم کے نور اور ذکر وعبادات کے نور سے وہ نورٌ علیٰ نور ہوگئے۔

اپنے اس وعظ میں عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اہل اللہ کی صحبتوں کو مختلف واقعات، حکایات اور قرآن و حدیث کی روشنی میں جس طرح اجاگر فرمایا ہے وہ حضرت والا ہی کا خاص اندازِ بیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وعظ کو قبول فرمائیں، امت کے لیے نافع بنائیں اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صدقۂ جاریہ بنائیں، آمین۔

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

و

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

فیضانِ صحبتِ اولیاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾[1]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ[2]

دین کی برکات کیسے ملتی ہے؟

میرے دوستو اور بزرگو! یہ دین سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سب سے پہلے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک پہنچا ہے، اور صحابی کے کیا معنیٰ ہیں؟ صحبت اٹھانے والا۔ عربوں کے پاس ایک ایک لفظ کی بے شمار لغات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو صحابی کا لقب عطا فرمایا، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو صحابی کا لقب عطا فرمایا تاکہ قیامت تک کے مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ دین کی برکات اہل اللہ کی صحبت سے، ان کے ساتھ رہنے سے نصیب ہوتی ہیں۔ حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں اکبر الٰہ آبادی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

۱؎ التوبۃ:۱۱۹

۲؎ صحیح البخاری:۲/۹۴۸(۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظھریۃ

دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک سے اور اللہ والوں کی نظر سے پھیلا ہے۔ محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی قبر مبارک مکہ شریف میں ہے انہوں نے عربی زبان میں مشکوٰۃ شریف کی گیارہ جلدوں کی شرح مرقاۃ کے نام سے لکھی ہے۔ وہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب بری نظر آدمی کو لگ جاتی ہے تو آدمی سوکھ جاتا ہے، ہرے بھرے درخت کو نظر لگتی ہے تو درخت سوکھ جاتا ہے۔ جب بری نظر برحق ہے تو اچھی نظر یعنی اللہ والوں کی نظر کیوں اثر نہیں کرے گی؟

میں تصوّف اخبارات یا اردو کی کتابوں سے بیان نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اپنے بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے میں جو بات پیش کرتا ہوں علماء بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ آج دو حرف علم خدا عطا نہ کرتا تو یہ محدثین میرے پاس نہ آتے، علماء کبھی کسی جاہل کے ہاتھوں شکار نہیں ہوتے، علماء کو اللہ تعالیٰ نے علم کی روشنی دی ہے لہٰذا وہ دیکھتے ہیں کہ یہاں اللہ کی محبت کو مدلّل پیش کیا جاتا ہے، دلائل کے ساتھ تزکیۂ نفس کے مضمون کو بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نبی کو تین مقاصد کے لیے بھیجا ہے۔

تعلیمِ قرآن پاک بعثت نبی کے مقاصد میں سے ہے

نمبر ایک یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ[۳] ہمارے نبی قرآن پاک کی تلاوت فرماتے ہیں اور اس کو اُمّت تک پہنچاتے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں مجلس صیانۃ المسلمین کے ایک اجتماع میں بعض ایسے لوگ بھی بیٹھے تھے جو بڑے عالم تھے لیکن تصّوف سے، تزکیۂ نفس سے، نفس کی اصلاح کے لیے اللہ والوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے منکر تھے اور اس کا مذاق اُڑاتے تھے۔ لہٰذا اس سال مجلس صیانۃ المسلمین کا اجتماع ہوا، اس اجتماع میں ہر سال جمعہ کے دن عصر کے بعد کا بیان حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب کا ہوتا تھا، لیکن اس دفعہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب نے عذر فرمایا کہ میں بہت ضعیف ہو چکا ہوں۔ اب مشورہ ہوا کہ ان کی غیر موجودگی میں کس کا بیان ہو؟ بزرگوں کی دُعاؤں کی برکت سے

[۳] الجمعۃ:۲

حضرت ڈاکٹر صاحب کی جگہ جمعہ کے دن عصر کے بعد میرا بیان تجویز ہوا، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، پاکستان کے کسی اور عالم کو عوام نے یہ مقام نہیں دیا، بزرگوں کی جوتیاں اٹھانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اس فقیر کے لیے نیک گمان ڈالا اور انہوں نے اپنے حسن ظن کی وجہ سے یہ کہا کہ آپ بیان کریں۔

جب میں نے بیان شروع کیا تو مجھے خبر نہیں تھی کہ اس اجتماع میں کچھ ایسے منکرین بھی بیٹھے ہیں جو اللہ والوں کے ساتھ تعلق جوڑنے کو مذاق سمجھتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب معاملہ ہے کہ جیسے بیمار ہوتے ہیں ویسی ہی دوا طبیب کے دل میں ڈال کر اسی کو بیان کرا دیتے ہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ آ کر کہتے ہیں کہ صاحب آج کا بیان تو بس میرے لیے ہوا تھا۔

دین کی بات میں اثر کیسے پیدا ہوتا ہے؟

پشاور کے میڈیکل کالج میں میرا بیان ہوا تو ڈیڑھ ہزار اسٹوڈنٹس موجود تھے، جب انہوں نے میری تقریر سنی تو کہا کہ ایک ہفتہ کے لیے ان مولانا کو یہیں روک لیں تاکہ ہم ان سے خوب استفادہ کریں اور ان کا شکریہ ادا کریں گے۔ ایک پروفیسر صاحب جنہوں نے اس بیان کا انتظام کروایا تھا انہوں نے کہا کہ یہ اتنے نالائق اور بد تمیز ہیں کہ استادوں سے لڑتے ہیں، میز پر گھونسے مارتے ہیں، ان کے اندر ادب وغیرہ بالکل نہیں ہے، مگر آج پہلی دفعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ انہوں نے آپ کی تقریر کو اتنی محبت سے سنا، اتنے سکون اور خاموشی سے سنا اور اب کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ایک ہفتہ کا وقت اور مل جائے تو ہمیں اپنی اصلاح کی امید معلوم ہوتی ہے۔

فیضانِ اولیاء کے آثار

تو ان لوگوں کے دین کی بات توجہ سے سننے کی وجہ یہی ہے کہ الحمد للہ! اختر پر بزرگوں کی نظریں پڑی ہیں۔ حکیم الامّت ارشاد فرماتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے شاہ عبد القادر صاحب تفسیر موضح القرآن کے مصنّف دہلی کی جامع مسجد فتح پوری میں حالتِ عبادت میں قرب کے اعلیٰ مقام پر تھے، اللہ والوں کو زمین پر مت سمجھو، یہ زمین پر

رہتے ہوئے عرشِ اعظم سے رابطہ رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دل کا نور ان کی آنکھوں سے چھلکا دیتے ہیں، جب دل میں نور بھر جاتا ہے تو آنکھوں سے چھلکتا ہے اور چہرے سے جھلکتا ہے، سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ[۱] کی تفسیر دیکھ لیجیے۔ تفسیر روح المعانی میں یہ تفسیر لکھی ہے کہ اللہ اللہ کرنے سے جب دل نور سے بھر جاتا ہے تو چھلکنے لگتا ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ نور دل سے چھلک کر آنکھوں سے ٹپکنے لگتا ہے اور چہرے سے جھلکنے لگتا ہے۔ جب شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیغام آیا کہ حضور آپ کو گھر میں بلایا جارہا ہے تو آپ اسی حالت میں اُٹھے، اپنے آنسو بھی خشک نہیں کیے۔

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
ان کی جھلک بھی تھی مری چشمِ پُر آب میں

اللہ کے لیے جو آنسو نکلتے ہیں ان میں اللہ کی تجلّی بھی شامل ہوتی ہے۔ اب عجیب معاملہ ہوا کہ جیسے ہی وہ مسجد سے نکلے ایک کتّے پر نظر پڑگئی۔ کاش کوئی انسان مل جاتا تو اسی وقت قطب بن جاتا لیکن حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان کی آنکھوں کے سامنے ایک کتّا آگیا، اسی پر نظر پڑگئی۔ اب دہلی میں جہاں جہاں وہ کتا جاتا دہلی کے سارے کتّے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے۔ حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کتّا تمام کتّوں کا پیر بن گیا، شیخ الکلاب ہوگیا ورنہ کتّے دوسرے کتّوں کو دیکھ کر بھونکتے ہیں ادب نہیں کرتے، ان کے اندر حسد کا مادہ بہت ہوتا ہے، اگر ایک کتّا دوسرے محلّے میں چلا جائے تو دوسرے کتّے کیا اس کا اکرام کرتے ہیں، اسے عزت سے دیکھتے ہیں یا دوڑا لیتے ہیں؟ یہاں تک کہ اس کو دونوں ٹانگوں کے بیچ میں دم دبا کر بھاگنا پڑتا ہے، یہ اس کی شکست کی علامت ہوتی ہے کہ وہ ہار گیا، گویا بزبانِ حال مہربانی کی درخواست ہوتی ہے کہ اب ہم کو مت کاٹو، ہم نے سرینڈر کر دیا یعنی ہتھیار ڈال دیے، شکست تسلیم کرلی، اب ہم کو بھاگنے کا راستہ دو۔ حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مضمون بیان کرکے ایک نعرہ مارا اور فرمایا کہ آہ! جب اللہ والوں کی نظر سے جانور محروم

---

[۱] الفتح:۲۹

نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہ سکتے ہیں۔ یہ واقعہ ملفوظات حسن العزیز میں لکھا ہے، اس کتاب کو خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے۔

اہل اللہ کی نظرِ کیمیا اثر کا کمال

محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں لکھا ہے کہ جس طرح بری نظر درختوں کو خشک کر دیتی ہے اور انسانوں کو بیمار کر دیتی ہے اسی طرح عارفین کی نظر، اللہ والوں کی نظر یَجْعَلُ الْکَافِرَ مُؤْمِنًا کافروں کو مومن بنا دیتی ہے، فاسق، گناہ گار شرابی اور زانی کو ولی اللہ بنا دیتی ہے، وَیَجْعَلُ الْکَلْبَ اِنْسَانًا اور کتّے کو انسان بنا دیتی ہے[۵]۔ ایک کتّا اصحاب کہف کے ساتھ ہو لیا تھا جب وہ ظالم بادشاہ سے دور جا رہے تھے، اس کتے کا تذکرہ سورۂ کہف میں ہے، اس کا نام قطمیر تھا، اصحاب کہف اس کتّے کو بھگانے لگے تو اللہ نے اس کو زبان دے دی۔ مفسر عظیم علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ جب اللہ نے اس کو زبان دے دی تو اس نے کہا کہ میں آپ کو پہچانتا ہوں، آپ اللہ والے ہیں، مجھ کو مت بھگایئے، عام کتّوں میں مجھے مت شمار کیجیے، میں آپ کو اللہ والا سمجھ کر آپ کے ساتھ چل رہا ہوں، آپ کی حفاظت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ[۶] وہ کتّا ان کے سامنے بیٹھ کر ان کی حفاظت کر رہا تھا۔ وہ کتّا جو اللہ کے ان مقبول لوگوں کے ساتھ تھا آج قرآن میں اس کا ذکر ہے، اس کتّے کے نام کے ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں کیوں کہ قرآن پاک میں جتنے حروف ہیں ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، آج جب قرآن پاک میں اس کتے کا نام لیا جاتا ہے یعنی لفظ کلب پڑھا جاتا ہے تو اس پر تیس نیکیاں ملتی ہیں کیوں کہ لفظ کلب میں تین حروف ہیں "ك"، "ل" اور "ب"، اولیاء اللہ، صحابہ کرام اور خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان نبوت سے نمازوں میں تلاوت قرآن میں اس کا نام لیا ہے۔

---

۵ مرقاۃ المفاتیح:۳۶۴/۸،کتاب الطب والرقی المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

۶ الکہف:۱۸

مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ انعام اسے کیوں ملا؟ اگر یہ بد معاشوں کے ساتھ یا شرابیوں اور زنا کرنے والوں کے ساتھ ہوتا تو کیا اس کو یہ انعام ملتا؟ کیا اس کا نام قرآن کا جز بنتا؟ اللہ نے اس جانور کے نام کو اپنے کلام کا جز بنایا جس کے منہ کا لعاب اگر کہیں لگ جائے تو اتنا حصہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ تو یہ اصحابِ کہف جیسے اللہ والوں کی صحبت کا اثر تھا۔

ایک کفن چور کا عبرت ناک واقعہ

حضرت حکیم الامّت مجد دالملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں کفن چور کفن چرایا کرتا تھا۔ اگر حکیم الامت یہ واقعہ بیان نہ فرماتے تو ہم بھی آپ کے سامنے اس مضمون کو بیان نہ کرتے، میں اپنے معتمد اور معتبر بزرگوں کی بات پیش کر رہا ہوں کہ ایک گاؤں میں ایک کفن چور تھا جو کفن چرایا کرتا تھا۔ اس گاؤں میں ایک ولی اللہ بھی تھے، انہوں نے اس سے کہا کہ تم کفن کتنے میں بیچتے ہو؟ اس نے کہا کہ صاحب پانچ روپے میں بیچتا ہوں، یہ پرانے زمانے کی بات ہے آج کی قیمت پر قیاس نہ کیجیے گا، انہوں نے کہا یہ لو پانچ روپے لیکن میرا کفن نہ چرانا، مجھ کو ننگا نہ کرنا، یہ پیشگی رقم لے لو۔ کفن چرانے والا کفن چرانے کے بعد بازار میں بیچتا ہے، کفن کھاتا نہیں ہے۔ لہٰذا بزرگ نے فرمایا کہ یہ پیسے لے لو لیکن میری لاش کو ننگا مت کرنا۔ اس نے کہا ارے حضور! آپ جیسے ولی اللہ کے ساتھ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا، لیکن پانچ روپے تبرک کے طور پر لے لیتا ہوں کیوں کہ بزرگوں کی چیز کو واپس کرنا ناشکری ہے۔ جب ان بزرگ کا انتقال ہوا تو عادت بری بلا ہے، پرانی عادت پڑی ہوئی تھی اس لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ بری عادت کی اصلاح کر لو ورنہ مرتے دم تک اسی بری عادت میں پڑے رہو گے، اور قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھائے جاؤ گے، جو زنا کا عادی ہے اسی گناہ کے ساتھ اٹھایا جائے گا، جو سنیما بینی کی حالت میں مرے گا وہ اسی بری عادت کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ اسی لیے حکم ہے کہ اپنی اصلاح کروالو کیوں کہ اصلاح کروانے سے ہی اصلاح ہوتی ہے۔

گناہوں سے بچنے کے طریقے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر بچے کا دودھ نہ چھڑایا جائے تو وہ

جوان ہو جائے گا مگر دودھ نہیں چھوڑے گا، لیکن اگر کوشش کر کے اس کا دودھ چھڑا دیا، ماں نے اپنی چھاتی پر نیم کی پتّی پیس کر لگالی تو بچّہ کہے گا دودھ کڑوا ہے لہٰذا اسے چھوڑ دے گا۔ اسی طرح اگر اپنا مرض اللہ والوں کو بتاؤ گے تو وہ اللہ کا خوف، قبر کا مراقبہ، موت، دوزخ، قیامت کے دن کی پیشی کو اتنا زیادہ بیان کریں گے اور ان کا ایسا مراقبہ سکھائیں گے کہ گناہ کی لذّت کی چھاتی پر نیم کی پتّی لگ جائے گی، آہستہ آہستہ سارے گناہ چھوٹ جائیں گے پھر جب ذکر کرے گا تو اس کے نور کی برکت سے گناہوں کے اندھیروں سے وحشت پیدا ہو گی۔

حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے ذاکر گناہ گار اور غافل گناہ گار میں یہی فرق بیان فرمایا ہے کہ جب ذاکر گناہ کرتا ہے، جو اللہ اللہ کرتا ہے جب اس سے خطا ہوتی ہے تو اس کو گناہ میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنی پریشانی شروع ہو جاتی ہے، اور بالآخر توفیقِ توبہ عطا ہو جاتی ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے، اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاتے وہ گندگی میں گندگی کرتے رہتے ہیں، جس کے گھر میں پہلے ہی اندھیرا ہو اس کو مزید اندھیرا ہونے سے کیا گھبراہٹ ہو گی۔ اسی لیے ذکر اللہ کا اہتمام رکھیے، جو ذکر بزرگوں نے، آپ کے شیخ نے بتایا ہے اس میں ناغہ نہ کیجیے، اللہ کے نام کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ تمام گناہ چھوٹنے لگیں گے۔

صحبت اہل اللہ کے ثمرات

تو کفن چور مدت سے اس بری عادت کا شکار تھا، اپنی بری عادت کی اصلاح نہیں کروائی تھی، کسی اللہ والے سے رجوع نہیں کیا تھا لہٰذا جب ان بزرگ کا انتقال ہوا تو جا کر ان کا بھی کفن پکڑا اور کھینچنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غیرت اپنے دوستوں کی حفاظت کرتی ہے۔ جیسے اس مجلس میں ایک صاحب موجود ہیں جو عالم بھی ہیں اور ایک مدرسہ میں استاد بھی ہیں، ان کی والدہ کی قبر آٹھ دن کے بعد کھودی گئی تو کفن بالکل صحیح تھا اور جسم بھی بھی تر و تازہ تھا، یہ اسی بنگلہ دیش کا واقعہ ہے۔ امام احمد ابنِ حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بھی بغداد میں دو سو تیس برس کے بعد کھودی گئی تو محدث عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں **وُجِدَ کَفَنُہٗ صَحِیْحًا وَجُثَّتُہٗ لَمْ تَتَغَیَّرْ** کفن بالکل صحیح اور جسم بالکل سالم تھا۔

اب اس کفن چور نے جب کفن کھینچنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان بزرگ کو روح

عطا کر دی اور وہ قبر میں اٹھ کر بیٹھ گئے اور کفن چور کا ہاتھ پکڑ لیا، جیسے ہی ہاتھ پکڑا مارے ڈر کے اس کی روح نکل گئی۔ بتایئے! مردہ کسی کو لپٹ جائے تو وہ بچے گا؟ آپ کسی مردے کو قبر میں لٹائیں اور وہ اچانک آپ کے جسم سے لپٹ جائے تو آپ کا وہیں ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ تو کفن چور تو اسی وقت ختم ہو گیا لیکن اللہ کے حضور پیشی ہو گئی، کفن چور بھی حاضر ہوا اور وہ بزرگ بھی پیش ہوئے۔ ان بزرگ نے اللہ سے عرض کیا کہ یا اللہ! جب یہ میرا کفن کھینچ رہا تھا تو میں نے اپنے ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا تو میرے ہاتھ پکڑنے کی لاج رکھ لیجیے، اس کو بخش دیجیے۔ حکیم الامّت مجددِ ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کا حوصلہ، اللہ والوں کا دل بہت بڑا ہوتا ہے کیوں کہ ان کے دل میں اللہ ہوتا ہے، جب دشمن کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو جن کا ہاتھ محبت سے پکڑتے ہیں ان پر کیا نظرِ عنایت ہو گی۔

دوستو! ہمارے پاس تو کوئی سہارا نہیں ہے، ہم نے جن بزرگوں کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے بس وہ ہی ہماری دولت ہیں، ہماری جمع پونجی ہیں، ہم مبارک باد پیش کرتے ہیں ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ والوں کا یا ان کے غلاموں کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے، یہ ہمارا اتنا عظیم سرمایہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں سوائے ان کی غلامی کے۔

تھانہ بھون کے قریب جلال آباد کے نام سے ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، وہاں حضرت حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رہتے تھے، میری کراچی کی خانقاہ میں انہوں نے دو گھنٹے بیان فرمایا کہ جب کوئی ہمارے سلسلے میں داخل ہوتا ہے تو چاروں سلسلوں کے ہزاروں اولیاء اللہ کو عالمِ برزخ میں پتا چل جاتا ہے اور وہ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ یہ ہمارے سلسلے میں آگیا ہے، اس پر اپنی رحمت نازل فرمایئے۔

مولانا مسیح اللہ خان صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ریل گاڑی میں ایک ڈبّہ تھرڈ کلاس کا ہوتا ہے، اس کی سیٹیں اُجڑی ہوئی ہوتی ہیں، اسکرو ڈھیلے ہوتے ہیں اور ڈبہ چوں چوں بول رہا ہوتا ہے جبکہ فرسٹ کلاس کے ڈبّے انجن سے جڑے ہوتے ہیں اور نہایت عمدہ حالت میں ہوتے ہیں، ائیر کنڈیشن بھی لگا ہوتا ہے، لیکن ریل فرسٹ کلاس کے ڈبّے لے کر جہاں پہنچتی

ہے وہاں پھٹے ہوئے گدّوں والے تھرڈ کلاس کے ڈبّے بھی پہنچ جاتے ہیں۔ایک عالم فرماتے ہیں کہ کانٹا پھول کے ساتھ رہے گا تو باغ سے گیٹ آؤٹ نہیں کیا جائے گا،اس کو باغ سے باہر نہیں نکالا جائے گا۔اس پر میرا اردو کا شعر ہے ؎

ہمیں احساس ہے تیرے چمن میں خار ہے اخترؔ
مگر خاروں کا پردہ دامنِ گل سے نہیں بہتر

خار کے معنٰی کانٹا ہیں،ہم جیسے خاروں کے عیوب کا پردہ انہیں اللہ والوں سے ہے،ہمیں امید ہے کہ ان اللہ والوں کے تعلق سے ہم جیسے کانٹوں کا پردہ اللہ نے گلاب کے پھولوں سے رکھا ہے،ان پھولوں سے ہمارا بھی پردہ ہو گا ان شاء اللہ۔مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کانٹا رو رہا تھا اور اللہ سے کہہ رہا تھا کہ اے خدا تو ستار العیوب ہے،مخلوق کا عیب چھپاتا ہے،تو نے مجھے کانٹا بنایا ہے،میں کہاں جاؤں؟کدھر منہ چھپاؤں؟اللہ نے اس کانٹے کی آہ و فریاد سن کر اس کے اوپر پھول پیدا کر دیا اور فرمایا کہ تو اپنا منہ ان پھولوں کے دامن میں،ان کی پنکھڑیوں میں چھپالے۔اس پر میرا شعر ہے ؎

ہمیں احساس ہے تیرے چمن میں خار ہے اخترؔ
مگر خاروں کا پردہ دامنِ گل سے نہیں بہتر

اور ؎

چھپانا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گلِ تر کے
تعجب کیا،چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

جس چمن میں جاؤ اس منظر کے ثبوت ملیں گے کہ جو کانٹے پھولوں کے دامن میں اپنا منہ چھپائے ہوئے ہیں اس باغ کا باغباں یعنی مالی ان کانٹوں کو کاٹ کر باغ سے نہیں نکالتا اور جو نرے خار ہی خار ہیں ایسی خار دار جھاڑیاں کاٹ کر باغ سے نکال دی جاتی ہیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی نظرِ عنایت دشمنوں پر بھی ہے اور جانوروں پر بھی ہے،تو جو انسان ہیں اور ان سے محبت اور اخلاص کا تعلق رکھتے ہیں کیا وہ ان کو فراموش کر دیں گے؟

علماء کرام کی عظیم الشان فضیلت

قرآن پاک کی آیت ہے:

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍؕ[۷]

مؤمنین کو اور جن کو اللہ نے علم دیا ہے وہ بڑے بڑے درجے پر ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت میں ایمان والوں کے بعد اللہ نے علماء کو الگ بیان فرمایا ہے، اس آیت میں علماء کا جو مقام اللہ نے بیان کیا ہے کسی اور آیت میں علماء کرام کی اتنی فضیلت ظاہر نہیں ہوتی، حالاں کہ اہلِ علم بھی تو مؤمن تھے مگر ان کو عام مؤمنین سے الگ بیان کیا کہ عام مؤمنین کے اور علماء ربانین کے درجات میں فرق ہے۔ امام فخر الدّین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حدیث ہے کہ قیامت کے دن علماء کو جنّت کے دروازے پر روکا جائے گا، اندر داخل ہونے نہیں دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ آپ جس کو چاہیں سفارش کر کے جنّت میں لے جائیں۔ یعنی سفارش کا جو مقام انبیاء کو دیا جائے گا، ان کی اتباع کی برکت سے علماء کو بھی وہ مقام دیا جائے گا۔

اصلی عالم کون ہے؟

یہاں علماء سے مراد عالم با عمل، اللہ والے عالم مراد ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ علماء امّت کا اجماع نقل کرتے ہیں اور ان کا یہ قول ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کُلُّ مَنْ عَصَی اللّٰهَ فَهُوَ جَاهِلٌ[۸] جو اللہ کی نافرمانی میں مسلسل مبتلاء ہے، رشوت لیتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، ہر وقت بد نگاہی، بد نظری کرتا ہے تو مسلسل گناہ کی وجہ سے ایسا شخص اگر عالم بھی ہو تو خدا کے نزدیک وہ عالم نہیں ہے، وہ جاہل شمار کیا جائے گا۔ عالم وہ ہے جو تقویٰ اور استقامت سے رہتا ہے، احیاناً کبھی لغزش ہو جاتی ہے تو اللہ سے توبہ کر کے ان کو راضی کر لیتا ہے مگر گناہوں کو کبھی اوڑھنا، بچھونا نہیں بناتا کہ جب دیکھو گناہوں کے

---

۷ المجادلة:۱۱

۸ مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۲/۹، باب البیان والشعر، مطبوعة ملتان

گٹر میں گرے ہوئے ہیں اور اٹھتے بھی نہیں ہیں، نہاتے بھی نہیں ہیں، توبہ بھی نہیں کرتے۔اس پر مجھے مفتی شفیع صاحب کا شعر یاد آیا فرماتے ہیں۔

ظالم! ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

علّامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکاتا ہے ایسے شخص کی نہ تو امامت جائز ہے نہ اذان جائز ہے، نہ اقامت جائز ہے۔ٹخنے چھپانا معمولی گناہ نہیں ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ٹخنے چھپانے والے کو اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتے، قیامت کے دن اس سے محبّت کے ساتھ کلام نہیں فرمائیں گے اور اس کو توفیقِ تزکیہ نہیں دیں گے یعنی گناہ سے توبہ نصیب نہیں ہوگی اور قیامت کے دن اسے عذاب علیم ہوگا۔

دوستو! جب میں کسی حافظ، عالم یا قاری کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا دیکھتا ہوں تو بہت صدمہ اور غم ہوتا ہے کہ یہ منبر پر اس حدیث کو کیسے بیان کر سکتا ہے، لوگ تو فوراً کہیں گے کہ مولانا آپ کا ٹخنہ بھی تو ڈھکا ہوا ہے۔ لیکن ٹخنہ ڈھکنے کا گناہ کب ہوتا ہے؟ جب لباس اوپر سے آرہا ہو اور آدمی چل رہا ہو یا کھڑا ہو لیکن اگر بیٹھے ہوئے یا لیٹے ہوئے ٹخنہ چھپ گیا مثلاً رضائی اوڑھ لی اور ٹخنہ چھپ گیا تو اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسی طرح جو لباس نیچے سے اوپر آرہا ہو اگر اس سے ٹخنہ چھپ گیا تب بھی کوئی گناہ نہیں مثلاً موزہ پہن لیا تو ٹخنہ چھپ گیا لیکن کوئی گناہ نہیں، اوپر سے آنے والے لباس مثلاً قمیص، جبّہ اور شلوار پاجامے سے ٹخنہ چھپا تو گناہ ہے۔ علّامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ابوداؤد کی شرح بذل المجہود میں لکھتے ہیں کہ جو لباس نیچے سے آئے مثلاً کسی کے گھٹنوں میں درد ہوتا ہے اور وہ ایسا موزہ بنوالے جو پیر کے انگوٹھے سے لے کر کمر تک ہو تو کوئی گناہ نہیں کیوں کہ وہ نیچے سے آرہا ہے۔

مجالس ذکر کے فضائل

اب میں بخاری شریف کی ایک حدیث کی شرح کرتا ہوں، امام بخاری حدیث نقل فرماتے ہیں کہ جہاں کچھ لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں فرشتے اس جماعت کو گھیر لیتے ہیں۔ ذاکرین کی ایک جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول تھی، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ اتنے میں

ایک شخص اپنی کسی حاجت اور ضرورت سے گزر رہا تھا، یہ تماشا دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا کہ کچھ داڑھی والے مولانا لوگ بیٹھے اللہ اللہ کر رہے ہیں، اس نے سوچا کہ چلو ان مولویوں کا بھی تماشا دیکھ لو۔ جب ذاکرین کی مجلس ختم ہوئی اور فرشتے آسمان پر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کر رہے تھے؟ فرشتوں نے کہا یا اللہ آپ کا ذکر کر رہے تھے، جنت طلب کر رہے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا دیکھا تو نہیں ہے، اگر دیکھ لیتے تو نہ جانے کس دل سے ذکر کرتے، پھر فرمایا جنت مانگ رہے تھے تو کیا جنّت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں اگر جنّت دیکھ لیتے تو بڑے ہی عجیب انداز سے مانگتے۔ فرمایا دوزخ سے پناہ مانگ رہے تھے کیا دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ نہیں دیکھی، بغیر دیکھے آپ کے فرمانے سے ایمان بالغیب پر یقین کرتے ہیں، اگر دوزخ دیکھ لیتے تو نہ جانے کس دل سے روتے، روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں، جنازے نکل جاتے۔ بڑے پیر صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب وعظ کہتے تھے تو ان کی مجلس سے سامعین کے جنازے نکلتے تھے۔ محدثین لکھتے ہیں کہ جب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وعظ کہتے تھے تو لگتا تھا جیسے جنّت اور دوزخ کو دیکھ کر بیان کر رہے ہیں، اس کے اثر سے سارے مجمع پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی تھی، یہ ہوتا ہے اثر۔

فرشتوں کی بات سن کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ یہ سن کر ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اللہ میاں ذکر کی مجلس میں، اللہ والوں کی مجلس میں ایک تماشائی بیٹھا تھا، وہ آپ کے لیے نہیں آیا تھا، کسی کام سے وہاں سے گزر رہا تھا، تماشا دیکھنے بیٹھ گیا تھا، تو کیا آپ نے اس کو بھی بخش دیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ اس جماعت میں میرے جتنے نیک بندے تھے میں نے ان کو بھی بخش دیا اور میرے ان مقبول بندوں کے پاس جو آیا تھا اگرچہ اخلاص سے نہیں آیا تھا، وہ غیر مقبول ہے، گناہ گار ہے، خطا کار ہے، لیکن هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ[۹] میرے مقبول بندوں کے پاس جو بیٹھتا ہے ہم اس کی شقاوت کو سعادت سے بدل دیتے ہیں، اگر دوزخی ہے تو جنّتی بنا دیتے ہیں، تقدیر میں اگر برائی لکھی ہے تو ہم اس کے لیے بھلائی لکھ دیتے ہیں، ہم اپنے نیک بندوں کی وجہ سے

---

۹ صحیح البخاری: ۹۴۸/۲ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظہریۃ

گناہ گار بندوں کے لیے اپنے فیصلے بدل دیتے ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ جو ذکر کی مجلسیں ہیں انہیں معمولی مت سمجھو، یہ ہماری مغفرت کا ذریعہ ہیں، اللہ کی رحمتوں کی بارش کا ذریعہ ہیں۔

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز واقعہ

ذکر کی ان مجالس پر چار انعامات کا وعدہ ہے، جب کوئی قوم مجتمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چار انعامات سے نوازتے ہیں لیکن یہ چار انعامات بیان کرنے سے پہلے آپ کو اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا بتایا ہوا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ دہلی میں ایک ہندو پنڈت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس روزانہ آیا کرتا تھا، وہ حضرت شاہ صاحب کے کنویں سے ڈول کھینچتا، اپنی دھوتی باندھ کر نہاتا، سورج کی طرف منہ کرکے پوجا کرتا اور پھر دو تین گھنٹے شاہ صاحب کی مجلس میں بیٹھتا تھا، شاہ صاحب حدیث پڑھایا کرتے تھے، اب علماء اور طلباء حدیث پڑھ رہے ہیں اور یہ بیٹھا سن رہا ہے، سب لوگ حیران ہوتے تھے کہ حضرت اس کو کبھی کچھ نہیں کہتے، نہ تو یہ کہتے ہیں کہ سورج کی پوجا کیوں کرتا ہے، نہ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان کیوں نہیں ہوتا؟ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر کبھی دیر سے ظاہر ہوتا ہے، کبھی جلدی ظاہر ہوجاتا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو جلدی آگ لگ جاتی ہے لیکن گیلی لکڑی دھواں دیتے دیتے جب سوکھے گی تب جلے گی، آگ اس میں بھی لگے گی چاہے دیر سے لگے لہٰذا ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

تو شاہ عبدالعزیز دہلوی نے کہا کہ آپ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہوں گے کہ میں اس سے اسلام کے لیے کیوں نہیں کہتا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ابھی کچا توا ہے، کچے توے پر روٹی کبھی نہیں پک سکتی، اگر اس سے اسلام لانے کے لیے کہوں گا تو بھاگ جائے گا ابھی اس کے لیے دعا مانگ رہا ہوں، جب اوپر آسمان سے فیصلے کروالوں گا تو ان شاء اللہ یہ اسلام لے آئے گا۔ جب شاہ صاحب اس دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے بیٹے درس بخاری دینے بیٹھے تو شاہ صاحب کی دعائیں قبول ہو گئیں اور وہی ہندو آیا اور اس نے کہا کہ مولانا ہاتھ لاؤ، آج میں

اسلام لاتا ہوں اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ پڑھ لیا۔ جب انہوں نے کہا کہ آپ ابّا کے زمانے میں اسلام کیوں نہیں لائے تھے؟ تو کہنے لگا کہ میں اسلام اسی وقت لاچکا تھا، آج کا اسلام آپ کے والد کی محنت اور ان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے، اگر وہ اسلام لانے کے لیے جلدی کرتے تو میں بھاگ جاتا کیوں کہ اس وقت مجھ میں قبولِ اسلام اور اظہارِ اسلام کی ہمت نہیں تھی لیکن دل آہستہ آہستہ بن رہا تھا۔ دل آہستہ آہستہ ہی بنتا ہے۔

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

داڑھی کی شرعی حیثیت

یہاں یہ بات عرض کردوں کہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے ”داڑھی کا وجوب“ اور اس میں چاروں اماموں کے اقوال نقل کیے ہیں کہ اس بات میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے کہ مردوں کے لیے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور مٹھی اپنی ہو حجام کی نہ ہو۔

علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور مٹھی حجّام کی نہ ہو اور تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے یعنی دائیں سے، درمیان سے اور بائیں سے۔ کم از کم یہ مسئلہ جان لو اور مان لو، اگر ابھی کسی کی داڑھی رکھنے کی ہمّت نہیں ہے کیوں کہ بعض وقت ہمّت نہیں ہوتی لیکن اگر دوا پینے کی ہمّت نہیں ہے تو نسخہ تو نوٹ کرلو۔ جیسے ایک اچھا حکیم آیا، اس نے پیچش کا نسخہ بتایا، اگرچہ ابھی کسی کو پیچش نہیں ہے مگر چالاک اور عقل مند لوگ جلدی سے اس کو نوٹ کرلیتے ہیں کہ اگر آج پیچش نہیں ہیں تو کل کام آئے گا۔ تو اختر یہ نسخہ جو بیان کررہا ہے اس کو دماغ میں نوٹ کرلو تاکہ جب خدا کے حضور میں جاؤ تو یہ واجب ادا کرکے جاؤ۔ بعض لوگ سامنے سے تو ایک مٹھی داڑھی رکھتے ہیں لیکن دائیں بائیں سے زیادہ کاٹتے ہیں۔ میرے مرشدِ ثانی مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے اکثر بیان میں فرمایا کہ داڑھی داڑھ سے ہے، داڑھ کی ہڈّی یعنی جبڑے کی نچلی ہڈّی کے اوپر کی طرف گال پر سے خط بنا سکتے ہیں یعنی داڑھی کے بال صاف

کرسکتے ہیں لیکن اس ہڈی سے ایک مٹھی نیچے تک داڑھی رکھنا واجب ہے جیسے وتر کی نماز، عیدین کی نماز اور قربانی واجب ہے، اگر کوئی ایک مٹھی سے کم داڑھی رکھے گا تو اس کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، اس کی امامت جائز نہیں ہے۔

تراویح میں قرآن پاک سنانے کی شرائط

تراویح میں اگر کوئی حافظ داڑھی کٹا ہوا ملتا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ اَلَمْ تَرَكَيْفَ سے، چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھ لو، اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے یعنی جائز نہیں ہے۔ مکروہ تحریمی کا قائدہ کلیہ فتاویٰ شامی میں لکھا ہے كُلُّ صَلٰوةٍ اُدِّيَتْ مَعَ الْكَرَاهَةِ تَجِبُ اِعَادَتُهَا[1] جو نماز مکروہِ تحریمی ہوتی ہے اس کا دُہرانا واجب ہوتا ہے، تو آپ بیس رکعت وہاں پڑھنے کی محنت کرو پھر گھر جاکر بیس رکعت دُہراؤ، آج کسی میں اتنی طاقت ہے؟ لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز ہی نہ پڑھو۔ اسی طرح اگر کوئی حافظ تراویح میں قرآن سنا کر پیسہ مانگتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ میں اپنے لیے تو نہیں مانگتا لیکن میرے مدرسے کو چندہ دو کیوں کہ میں نے تمہاری مسجد میں قرآن پڑھایا ہے تو علماء نے لکھا ہے کہ مدرسے کے لیے مانگنا بھی قرآن کا معاوضہ طلب کرنا ہے چوں کہ مدرسہ کے لیے جو پیسے لے رہے ہیں یہ قرآن سنانے کی وجہ سے ہی لے رہے ہیں، اگر کسی سال یہ حافظ قرآن نہ سنائے اور کوئی دوسرا آجائے تو کیا آپ پھر بھی اس کے مدرسہ کو چندہ دیں گے؟ تو معلوم ہوا کہ یہ قرآن کا ہی معاوضہ طلب کرنا ہے۔

اگر کسی مسجد کی انتظامیہ کے چیئرمین صاحب کہیں کہ حافظ صاحب میں آپ کو خلوصِ دل سے جوڑا دے رہا ہوں اور یہ ایک ہزار روپیہ بھی لے لیجیے، آپ کو قرآن کا معاوضہ نہیں دے رہا ہوں، نہایت خلوص سے دے رہا ہوں۔ اگر وہ حافظ تین سال کے بعد پھر آئے اور انتظامیہ سے کہے کہ آپ نے پہلے خلوص سے جو ہدیہ دیا تھا تو اگرچہ اس سال میں نے قرآن تو نہیں سنایا لیکن آپ اسی خلوص سے ایک ہزار روپیہ اور ایک جوڑا کپڑا دے دیجیے کیوں کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ قرآن کا معاوضہ نہیں ہے۔ اس دفعہ ہم نے قرآن تو نہیں سنایا لیکن آپ نے مجھ سے محبت کا جو دعویٰ کیا تھا تو وہ ہدیہ ہمیں پھر دے دیجیے۔ تو چیئرمین صاحب وہیں سر

[1] ردالمحتار: ۵۰۹/۲، باب صفة الصلوٰة، مطبوعة رياض

جھکالیں گے اور کہیں گے تم نے میری آنکھیں کھول دیں واقعی بات یہی ہے کہ ہم قرآن کا معاوضہ دیتے ہیں۔کوئی ایسے ہی آئے تو کون خلوص دکھاتا ہے؟ لہٰذا ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنے سے بہتر ہے کہ اَلَمۡ تَرَکَیۡفَ سے تراویح پڑھ لو۔ بہشتی زیور حصّہ نمبر گیارہ میں حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر مناسب لوگ بغیر پیسہ کے نہ ملیں تو اس سے بہتر ہے آپ اَلَمۡ تَرَکَیۡفَ سے تراویح پڑھ لو۔اب اگر کوئی کہے کہ حافظ پیسے نہ لیں تو ان کے رزق کا کون ذمہ دار ہے؟ تو جس اللہ نے ان کے سینے میں قرآن رکھا ہے وہی ان کے لیے کافی ہے،اپنے کو اللہ کے حوالے کردو، جس نے قرآن نازل کیا ہے وہ حافظوں کے لیے کافی ہے،حافظ تجارت کرلے، آلو بیچے،سبزی بیچے، ٹھیلا چلائے لیکن یہ نہ کرے کہ قرآن کے بدلہ میں اپنا پیٹ بھرے،اپنا پیٹ بھرنے کے لیے علماء نے تجارت کی،امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑے کی تجارت کی،کوفہ میں اور شام میں ان کی جگہ جگہ ایجنسیاں تھیں، اتنے مال دار تھے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ،امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر کئی طلباء کو اپنے خرچ پر پڑھایا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر ہمیں قرآن پاک پڑھا کر جائز طریقے سے پیسہ نہیں ملتا تو ہم دوسرے حلال ذرائع سے کمائیں، محنت مزدوری کریں،ایسے کتنے لوگ ہیں جو جوتے کا کام کرتے تھے،موچی بھی تھے اور بہت بڑے عالم بھی تھے لیکن وہ جوتا بنانے سے نہیں شرمائے کیوں کہ یہ بھیک مانگنے سے تو بہتر ہے۔تو میں عرض کررہا تھا کہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس کتّے پر پڑی تو وہ کتا جہاں جاتا تھا سارے کتّے حلقہ بنا کر اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے تھے،وہ شیخ الکلاب ہوگیا تھا، کتّوں کا پیر بن گیا تھا۔ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ایک زمانے تک اختر پر پڑی، اس سے بھی پہلے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظریں مجھ پر پڑیں، اب شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کی نظریں پڑرہی ہیں۔انسان کو مرتے دم تک شیخ کی ضرورت ہے،یہ نہیں کہ اب بوڑھے ہوگئے اب کیا ضرورت ہے۔ حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ سمجھ لے کہ اب مجھے اپنے بڑوں کی، کسی شیخ کی ضرورت نہیں ہے اور میں مستقل بالذات ہوگیا ہوں تو وہ مستقل بدذات ہوجاتا ہے۔اگر بڑے نہ رہیں تو چھوٹوں ہی سے مشورہ کرلو،ہم عمر لوگوں سے مشورہ کرلو،جو لوگ بغیر مشورہ کام کرتے ہیں ان کی ریل پٹڑی سے اُتر جاتی ہے۔

بعثتِ نبوی کے مقاصد

تو جب میں نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں بیان کیا وہاں ایک عالم بیٹھے تھے، ان کا تعلق ایسی جماعت سے تھا جس میں ہمارے بزرگوں کا مذاق اڑایا جاتا تھا، تصوّف کا مذاق اڑایا جاتا تھا کہ تصوف کوئی چیز نہیں ہے، اللہ والوں سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، صرف کتابیں پڑھ لینا کافی ہے۔ مجھے خبر نہیں تھی کہ مجمع میں ایسے لوگ بھی بیٹھے ہیں، میں نے علماء سے یہ ہی عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے نبی بھیجنے کے تین مقاصد بیان کیے ہیں یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ میرے نبی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ تو قرآن پاک کی اس آیت کے ذیل میں مکاتبِ قرآنیہ کھل گئے، جہاں جہاں قرآن پاک کے مکتب ہیں جن میں حفظ یا ناظرہ کرایا جارہا ہے ان میں نبی کا یہ مقصد پورا ہو رہا ہے، اس شعبے سے بعثتِ نبوی کے کلام پاک کے الفاظ کی ادائیگی سیکھنے کے مقصد کی تکمیل ہو رہی ہے۔ آگے اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ [1] اور ہمارے نبی کتاب اللہ کی تفسیر اور شرحِ حدیث کی تعلیم دیتے ہیں۔ لہٰذا جہاں جہاں دارالعلوم کھلے ہوئے ہیں، بڑے بڑے مدارس میں احادیث پڑھائی جارہی ہیں، تفاسیر پڑھائی جارہی ہیں، ان مدارس میں نبی کی بعثت کے اس مقصد کی تکمیل ہو رہی ہے۔

تزکیۂ نفس کے مدارس کہاں ہیں؟

اور اللہ تعالیٰ نے نبی کی بعثت کا تیسرا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نبی کو ایک اور مقصد کے لیے بھی بھیجا ہے جو ان دونوں سے زیادہ ضروری ہے، اگر یہ نہیں ہو گا تو وہ دونوں بھی کمزور ہو جائیں گے اور وہ ہے وَیُزَکِّیۡہِمۡ ہمارے نبی صحابہ کے قلوب کا تزکیہ فرماتے ہیں، ان کے اخلاق کی اصلاح فرماتے ہیں مثلاً تکبّر، بڑائی، غصّہ، دنیا کی محبت، عورتوں کا عشق، شہوت، عورتوں کو بری نظر سے دیکھنا، غرض گناہ کے جتنے ذرائع ہیں ان سے ہمارے نبی صحابہ کو بچاتے ہیں، ان کا تزکیہ کرتے ہیں۔

---

[1] الجمعۃ:۲

تو میں نے ان حضرات سے پوچھا کہ یہ بتائیے قرآن پاک کی اس آیت کی رُو سے سے قرآن پاک کی تفاسیر اور احادیث کی شرح کے مدارس تو جگہ جگہ قائم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بھیجنے کا تیسرا مقصد جو بیان فرمایا ہے یعنی تزکیۂ نفس اور دل کی اصلاح کے مدارس کہاں ہیں؟

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ جب ہم تبلیغی دوروں سے آتے تھے تو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے تھے اور وہاں دل کی ٹیوننگ کراتے تھے تاکہ دل میں تکبر یا اور کچھ گندگی آگئی ہو تو گناہوں کے گرد و غبار کی صفائی ہو جائے۔

بانیِ تبلیغی جماعت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی دوروں سے فارغ ہو کر حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے تھے، جیسے کار جب زیادہ چلتی ہے تو اسے ٹیوننگ کے لیے گیراج میں داخل کرتے ہیں تاکہ اس کی دھلائی اور صفائی ہو جائے، اسی طرح مخلوق کے اختلاط سے دل پر جو گرد و غبار لگ گیا ہے وہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت سے صاف ہو جائے۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے صاحبِ نسبت ولی اللہ تھے، ان کو بچپن میں لوگ معمولی سمجھتے تھے، ایک عالم نے کہا کہ حضرت آپ کو میں نے بچپن میں شاہ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دیکھا تھا جب آپ سترہ اٹھارہ سال کے جوان تھے، ایک میلی سی کرتی اور میلی کچیلی لنگی پہنے جھاڑو دیتے تھے، تو وہ کہنے لگے جس کو تم خانساماں، باورچی سمجھ رہے تھے وہ میں ہی تھا لیکن آج بڑے بڑے علماء اور محدثین میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو بچپن میں محنت کرتا ہے اللہ اسی کو عزّت دیتا ہے۔

سخت حالات میں جو پل کے جواں ہوتا ہے
اس کے سینے میں ارادوں کا جہاں ہوتا ہے

اسی لیے جو بچپن ہی سے مال دار ہوں وہ ذرا کم محنت کرتے ہیں، عموماً غریبوں کے بچے بڑے عالم ہوئے ہیں۔ روح المعانی جیسی تفسیر لکھنے والے علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں بچپن میں اتنا غریب تھا کہ چراغ کی روشنی کے لیے تیل نہیں ہوتا تھا، کُنْتُ اُطَالِعُ فِیْ ضَوْءِ الْقَمَرَ میں چاند کی روشنی میں مطالعہ کرتا تھا۔ مال داروں کے لڑکے ان کو حقیر سمجھتے تھے لیکن جب تفسیرِ روح المعانی لکھی تو انہیں مال داروں کے لڑکوں نے ان کی جوتیاں اٹھائیں اور کہا کہ ہمیں کیا خبر تھی کہ آپ اتنے بڑے بزرگ ہیں۔

جب میرے مرشدِ ثانی شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم لاہور تشریف لائے تو جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے نے میرے سامنے شاہ ابرارالحق صاحب سے بیان کیا کہ حضرت ان کے بیان میں وہ جادو ہے کہ منکر تصوّف، تصوّف کا مذاق اڑانے والے، اللہ والوں کے پاس جانے سے روکنے والے بھی تصوف کے قائل ہوگئے اور کہنے لگے کہ ایک مولوی نے آج ہمیں توجہ دلائی اور ہمیں تصوّف کا قائل ہونا پڑا کہ تزکیۂ نفس کا، دل کی صفائی کا شعبہ اللہ والوں کی صحبتیں اور خانقاہیں ہیں۔

حصولِ ولایت کے لیے صحبتِ صالحین کی اہمیت

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے ہزارویں سال میں مجدّد گزرے ہیں، اس لیے ان کے نام کے ساتھ الف ثانی لکھا جاتا ہے، الف ثانی کا مطلب ہے کہ مجدّدین کا ایک ہزار سال ختم ہونے کے بعد دوسرا ہزار سال شروع ہوا ہے جو مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ گزرا ہے۔ سرہند میں ان کی قبر ہے، یہ اتنے بڑے شخص ہیں کہ تمام اولیاء اللہ ان کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں، یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے جو صاحبِ نسبت بندے ہیں، جن کے قلوب میں اللہ سے تعلق اور نسبت کی دولت ہے، ان کی صحبت میں اللہ نے وہ اثر رکھا ہے کہ اگر گناہوں کے اندھیروں کے پہاڑ بھی کسی کے سر پر منڈلا رہے ہوں لیکن وہ کسی اللہ والے کے پاس جائے تو اس کی صحبت کی برکت سے گناہوں کے اندھیروں کے پہاڑ اڑ جائیں گے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ننانوے قتل کرنے والے نے ایک جاہل غیر عالم صوفی سے پوچھا کہ کیا میرے ننانوے قتل کا گناہ معاف ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں ہو سکتا، اللہ میاں اتنا بڑا گناہ کیسے معاف کریں گے؟ اس نے کہا کہ یہ بات ہے تو تم بھی جاؤ، یہ کہہ کر اس کو بھی قتل کر دیا اور سو قتل پورے کر دیئے۔ یہ حدیث مسلم شریف میں بھی ہے، امام

مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ پھر وہ شخص ایک اللہ والے عالم کے پاس گیا اور اس سے بھی یہی پوچھا کہ کیا میرا یہ گناہ معاف ہو سکتا ہے؟ اس عالم نے کہا کہ تمہارے سو قتل کا گناہ معاف ہو جائے گا مگر اس کے لیے تمہیں اللہ والوں کی بستی میں جانا پڑے گا، اس زمین پر کچھ اللہ والے رہتے ہیں، وہاں جاکر توبہ کرو، کیوں کہ جہاں اللہ والے رہتے ہیں اس زمین کی قیمت کو تم کیا سمجھ سکتے ہو، جس مٹّی پر وہ سجدہ کرتے ہیں، جس زمین پر ان کے آنسو گرتے ہیں، اس زمین کی قیمت یہ ہے کہ وہاں تمہارے سو قتل کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ فَضْلًا عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ[۱۲] اللہ والوں کے تذکرہ پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو جہاں اللہ والے خود موجود ہوں گے وہاں کتنی رحمت برسے گی، اور فرماتے ہیں يُسْتَحَبُّ الدُّعَاءُ عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّالِحِيْنَ[۱۳] جب صالحین کے پاس جاؤ، اللہ والوں کے پاس جاؤ تو وہاں دعا مانگنا مستحب ہے۔

حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیسے کیسے زانی شرابی پہنچ کر تائب ہوئے اور اللہ والے بن گئے۔ عبد الحفیظ جونپوری شراب پیتے تھے، اتنی پیتے تھے جس کی کوئی حد نہیں اور داڑھی بھی منڈاتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھانہ بھون پہنچ گئے اور حضرت سے عرض کیا کہ آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بھی آپ کا نام سنا ہے، آپ بہت اچھے شاعر ہیں، آل انڈیا شاعر ہیں، بہت قابل ہیں لیکن یہ تو بتایئے کہ جب بیعت ہونے کا ارادہ تھا تو آج خانقاہ میں داڑھی کیوں منڈا دی؟ کہنے لگے کہ آپ حکیم الامّت ہیں اور میں مریض الامّت ہوں، مریض پر فرض ہے کہ اپنی ساری بیماری حکیم پر پیش کر دے، اب ان شاء اللہ استرا نہیں پھرواؤں گا۔ میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک سال کے بعد حکیم الامّت جونپور تشریف لے گئے، میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ عبد الحفیظ صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

[۱۲] الصحیح لمسلم: ۲/۳۴۵، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، مطبوعہ ایچ ایم سعید

[۱۳] مرقاۃ المفاتیح: ۵/۱۹۵، باب الدعوات فی الاوقات، مکتبۃ امدادیۃ، ملتان

حاضر ہوئے اور حضرت کو سلام کیا، حضرت تھانوی نے دیکھا تو پہچانے نہیں کیوں کہ ایک آدمی جس کی داڑھی نہ ہو پھر ایک مٹھی داڑھی رکھنے کے بعد کوئی اسے کیسے پہچان سکتا ہے۔ لہٰذا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبدالغنی صاحب سے پوچھا کہ مولانا عبدالغنی! یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ حضرت یہ عبدالحفیظ شاعر ہیں جو آپ کی جوتیوں کے صدقہ میں اللہ والے ہوگئے ہیں۔ اور ان کا انتقال کس طرح ہوا؟ یہ بات بھی میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی کہ جب ان کے انتقال میں تین دن رہ گئے تو اللہ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ گھر میں اِدھر سے تڑپتے ہوئے اُدھر جاتے تھے اور اُدھر سے تڑپتے ہوئے اِدھر آتے تھے، تڑپ تڑپ کر تین دن میں جان دے دی، شہادت کا درجہ لے کر اس دنیا سے گئے۔ اللہ کے خوف سے جو مرتا ہے اس کو خدا شہادت کا درجہ دیتا ہے۔ آخر میں اپنے دیوانِ حفیظ میں دو شعر بڑھا دیے تھے، فرماتے ہیں؂

مری کھل کے سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

یعنی میں اتنا گناہ گار ہوں کہ گناہوں کے بوجھ کی گٹھڑی کمر پر لدی ہوئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی ستاری کا پردہ رکھے ہوئے ہیں۔ کیا شان ہے، کیسا کریم مالک ہے کہ ہمارے پیٹ میں نجاست اور غلاظت کو بھی چھپائے ہوئے ہے اور گناہوں کو بھی چھپائے ہوئے ہے، نجاست ظاہری کو بھی چھپائے ہوئے ہے اور نجاست معنوی کو بھی چھپائے ہوئے ہے۔ گناہ کیا ہیں؟ پیشاب پاخانہ سے بھی برے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان پر پردہ ڈالے ہوئے ہے۔ عبدالحفیظ شاعر آگے فرماتے ہیں؂

کرے بیعت حفیظؔ اشرف علی سے
بہ ایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

یعنی میں ایسا نالائق، شرابی، فاسق، فاجر غفلتوں میں ڈوبا ہوا انسان تھا مگر اس غفلت کے عالم

میں بھی میری ہوشیاری تو دیکھو کہ میں مجدد وقت کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے جگر صاحب کا بھی یہی حال ہوا، جگر صاحب بھی کم نہیں پیتے تھے۔ کہتے ہیں ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

یعنی بے حساب شراب تو پی لی لیکن اب قیامت کے خوف سے، حساب کتاب کے خوف سے دل دھڑک رہا ہے کہ اللہ پوچھے گا تو کیا جواب دوں گا؟ ایک دن انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی محبوب خلیفہ خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت تھانوی کے یہاں جائیں تو ہمیں بھی لے چلیں، لیکن ایک بات ہے میں وہاں بھی پیوں گا۔ خواجہ صاحب نے حکیم الامّت سے جگر صاحب کی بات نقل کر دی۔ حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جگر صاحب سے کہہ دینا کہ خانقاہ میں تو نہیں پینے دوں گا، خانقاہ وقف کی عمارت ہے لیکن اشرف علی کے گھر میں وہ مہمان ہوں گے، جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافر کو مہمان بنا سکتے ہیں تو اشرف علی ایک گناہ گار مسلمان کو مہمان کیوں نہیں بنا سکتا؟ وہ آئیں اور میرے یہاں ٹھہریں، میرا گھر ہے جو چاہے کریں۔ جگر صاحب نے یہ سنا تو رونے لگے، کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ اللہ والے اتنے رحم دل، اتنے کریم، اتنے مہربان ہوتے ہیں، فوراً بستر باندھا اور تھانہ بھون پہنچ گئے، جا کر توبہ کی اور کہا کہ حضرت چار دعائیں کر دیجیے، داڑھی رکھ لوں، شراب چھوڑ دوں، حج کر لوں اور خاتمہ ایمان پر ہو۔ جب گھر واپس آئے تو شراب چھوڑ دی اور بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا کہ اگر پیو گے نہیں تو بچو گے نہیں لہٰذا فوراً پینا شروع کر دو، جگر صاحب نے کہا پینے سے کب تک جیوں گا؟ کہنے لگے آٹھ دس سال اور جی جاؤ گے، کہا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ جو موت آئے گی اس سے بہتر ہے کہ میں شراب چھوڑ کر اللہ کو راضی کر کے مر جاؤں، اللہ کو راضی کر کے دس سال پہلے مرنا پسند کرتا ہوں بجائے اس کے کہ حرام شراب پی کر اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ دس سال اور زندہ رہوں، اس زندگی سے مجھے موت عزیز ہے۔ اللہ کیا ایمان عطا کرتا ہے، دیکھا اللہ والوں کی صحبت کا اثر!

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امّت کا جو درد و غم ملا تھا یہ کس سے ملا تھا؟

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے اور طفیل میں ملا تھا، ان کی جوتیاں اٹھائی تھیں ورنہ کسی اور عالم سے یہ کام کیوں نہیں لیا گیا؟ وہ عالم جو صرف کتابیں پڑھ کر نکلتے ہیں ان سے یہ کام کیوں نہیں ہوا؟ ایک اللہ والے کی جوتیاں اٹھانے والے سے کام لیا گیا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے خلیل کو خدا نے نسبتِ صحابہ عطا فرمائی ہے، اتنا زبردست ایمان عطا کیا ہے۔ یہ بات میرے مرشدِ اوّل مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمائی تھی۔ اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے شخص تھے کہ جس دن مولانا کا انتقال ہوا تو جونپور میں ایک مجذوبہ رہتی تھی، اس کو کشف ہو گیا، اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ بڑے مولانا انتقال کر گئے۔ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے خود فرمایا کہ کیا کہوں اللہ کے کیسے کیسے بندے چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ جگر صاحب نے شراب چھوڑی پھر حج کرنے چلے گئے، وہاں داڑھی رکھ لی اور لوگوں سے کہا کہ مولانا تھانوی کی تین دعائیں قبول ہو گئیں، میں چوتھی دعا کی قبولیت کی بھی امید رکھتا ہوں کہ ان شاء اللہ ایمان ہی پر مروں گا، جب شیخ کی تین دعائیں قبول ہو گئیں تو ان شاء اللہ امید ہے کہ موت بھی ایمان پر آئے گی۔ ایک دن جگر صاحب میرٹھ میں تانگے پر جا رہے تھے، تانگے والا نہیں جانتا تھا کہ جگر صاحب میرے تانگے پر سوار ہیں، وہ جگر صاحب کا بیس سال پہلے کا شعر پڑھ رہا تھا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جگر رونے لگے، کہنے لگے کہ یہ شعر خدا نے مجھ سے بیس سال پہلے کہلوایا تھا پھر داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ آج اللہ نے مجھے مسلمان کر دیا کیوں کہ میں نے شراب سے توبہ کر لی اور داڑھی بھی رکھ لی، پانچوں وقت کے نمازی بھی ہو گئے۔ یہ ہے اللہ والوں کی صحبت کا اثر!

حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ والوں کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کچھ عرصے کے بعد وہ اپنے قلب میں ایمان کو ٹٹولیں کہ اللہ والوں سے تعلق سے پہلے کیا حال تھا اور اب کیا ہو گیا۔ چھوٹے بچے کو اگر روزانہ فیتے سے ناپو گے تو پتا نہیں چلے گا کہ کتنا

بڑا ہو گیا ہے لیکن سال چھ ماہ کے بعد ناپو گے تو معلوم ہو گا کہ چار انگل بڑھ گیا۔ اسی طرح اگر آدمی روزانہ سوچے کہ آج ذکر سے اللہ کا کتنا قربِ ملا تو اتنی جلدی ناپ تول سے کچھ پتا نہیں چلے گا، پانچ چھ مہینے کے بعد دل کو ٹٹول کر دیکھو تب پتا چلے گا کہ پہلے کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔ اسی کو خواجہ صاحب نے فرمایا تھا ؎

تو نے مجھ کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

مجالسِ ذکر کا پہلا انعام

اب بخاری شریف کی حدیث سے مجلسِ ذکر کے چار فوائد بیان کرتا ہوں۔ نمبر ایک جب کہیں اجتماعی ذکر ہوتا ہے، اللہ اللہ ہوتا ہے حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تو فرشتے اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، یہ پہلا انعام ہے، جب فرشتے گھیر لیتے ہیں تو کیا فرشتوں کی صحبت نہیں ملی؟ جب فرشتے چاروں طرف سے آسمان تک گھیر لیتے ہیں تو فرشتوں سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی اور فرشتوں کی صحبت نصیب ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اور جیسی صحبت ہوتی ہے ویسا اثر ہوتا ہے، خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ فرشتوں کی صحبت سے آپ کے دل میں فرشتوں جیسی پاک بازی، پاک خیالات اور فرشتوں جیسی پاک عادتیں پیدا ہونا شروع ہو جائیں گی۔ خانقاہ تھانہ بھون میں یہی ہوتا تھا، آج یہاں ڈھالکہ نگر میں جو اللہ اللہ کرایا جارہا ہے تو یہاں رسولِ خدا کی بشارتوں کی روشنی میں، قرآن و حدیث کے علم کی روشنی میں تصوّف سکھایا جارہا ہے، یہ جاہلوں کا تصوف نہیں ہے، قرآن وحدیث کی روشنی پکّی روشنی ہے، ورنہ بڑے بڑے لوگ جب جوش میں آتے ہیں تو ان کو اللہ کی حدود کا ہوش نہیں رہتا، وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ[۱۴] اللہ کی حدود کو توڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور پتا بھی نہیں چلتا، نفلوں پر نفلیں پڑھ رہے ہیں اور گھر میں ماں بیمار ہے، اگر یہ اللہ والوں کی صحبت اٹھاتا تو نفل چھوڑ کر اپنی ماں کی دوا لاتا، بیوی کی دوا لاتا، حدود کی رعایت اللہ والوں کی صحبت ہی سے عطا ہوتی ہے۔ بہرِ حال جب فرشتوں سے ملاقات ہو گی، ان کی صحبت نصیب ہو گی تو فرشتوں کے اخلاق آپ کے اندر منتقل ہوں گے۔

---

[۱۴] التوبۃ:۱۱۲

مجالسِ ذکر کا دوسرا انعام

دوسرا انعام ہے غَشِیَتۡھُمُ الرَّحۡمَۃُ اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے جیسے ماں محبت سے پہلے اپنے بچے کو ایک ہاتھ سے چھپاتی ہے، جب اور محبت محسوس ہوتی ہے تو دونوں ہاتھ اس کے اوپر رکھ لیتی ہے، اور محبت محسوس ہوتی ہے تو اپنے دوپٹّے سے بھی چھپا لیتی ہے، اور محبت محسوس ہوتی ہے تو اپنا سر بھی اس کے سر پر رکھ لیتی ہے، اسی طرح اللہ کی رحمت بھی بندوں کو چاروں طرف سے ڈھانپ لیتی ہے۔ یہ معمولی انعام نہیں ہے۔

مجالسِ ذکر کا تیسرا انعام

تیسرا انعام ہے نَزَلَتۡ عَلَیۡھِمُ السَّکِیۡنَۃُ ان کے دل پر سکینہ نازل ہوتا ہے، سکینہ کے معنٰی ہیں سکون، چین اور اطمینانِ قلب۔ کتنے فیکٹری مالکان مال دار لوگ جو روزہ نماز نہیں کرتے، اللہ کو بھولے ہوئے ہیں، ایئر کنڈیشن میں بیٹھے ہیں، کھال ٹھنڈی ہے مگر دل میں غم کی آگ، پریشانیوں کی آگ لگی ہوئی ہے۔ جبکہ ٹوٹی پھوٹی بوریوں پر ذکر اللہ کی برکت سے اللہ والوں کے قلوب پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہوکر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اللہ کی یاد میں جو بوریے پر بیٹھتا ہے، اس کا بوریا سلیمانی تخت سے زیادہ افضل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی یاد کا ایک انعام سکونِ قلب بھی ہے۔ لیکن اللہ کی یاد میں جتنا سکون ہے ان کی نافرمانی میں اتنی ہی بے سکونی ہے، جو لوگ اپنی آنکھوں کی حفاظت نہیں کرتے، عورتوں سے شرعی پردہ نہیں کرتے، ان کی دنیا میں چین نہیں ہے، کیوں کہ جو دوزخ میں دوزخیوں کی زندگی ہے یعنی نہ موت ہے نہ حیات ہے لَا یَمُوۡتُ فِیۡھَا وَ لَا یَحۡیٰی [۱۵] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دوزخ میں نہ کسی کو موت آئے گی نہ حیات ملے گی، تو جو دنیا میں دوزخ والے کام کرتے ہیں ان کی دوزخ

---

[۱۵] الاعلیٰ: ۱۳

دنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے، خدا کے نافرمان کے دل کو نہ موت آتی ہے نہ حیات ملتی ہے۔ آپ گناہ گاروں کو دیکھ لیجیے کہ ویلیئم فائف(Valium 5) کھا رہے ہیں، نیند کی گولیاں کھا رہے ہیں، حیدرآباد میں گدّو بندر کا جو پاگل خانہ ہے اس میں آپ کو نوّے فیصد نفسیاتی بیمار سینما اور ٹیڈیوں کے پیچھے پڑنے والے ملیں گے، اور جو تقویٰ سے رہتے ہیں چاہے امریکا میں ہوں یا لندن میں ہوں سکون سے رہتے ہیں۔ اسی لیے جن کے لڑکے امریکہ اور لندن جائیں ان کو بہت دعائیں مانگنی چاہیے اور بزرگوں سے بھی دعائیں کروانا چاہئیں ورنہ وہیں امریکی لڑکی سے شادی کر لیتے ہیں اور وہ ایسی چالاک ہوتی ہیں کہ ناظم آباد میں میرے دوست کا لڑکا امریکی لڑکی سے شادی کر کے آیا، اس لڑکی نے یہاں آکر نماز پڑھنی شروع کر دی، قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا، ان کے ابّا کہنے لگے کہ میرا بیٹا تو فرشتہ لے کر آیا ہے یعنی بہت نیک عورت ہے، میں نے پوچھا کہ اس میں ایسی کیا خاص بات ہے؟ کہنے لگے کہ وہ اسلام لے آئی، قرآن شریف پڑھ رہی ہے، نماز بھی پڑھتی ہے، ہم سب لوگ بہت خوش ہیں، لیکن چھ مہینے بعد پاسپورٹ بغل میں دبایا اور گھر میں جو کچھ سونا چاندی اور نقد رقم تھی وہ چرا کر ایئرپورٹ پہنچی اور ملک سے فرار ہو گئی لہٰذا ایسی قوم پر کیا بھروسہ کرتے ہو۔ ایک دن وہی صاحب روتے ہوئے آئے کہ وہ فرشتہ تو شیطان نکلا، گھر میں جو مال تھا وہ سارا لے کر فرار ہو گئی۔ لندن اور امریکہ کی عورتیں باوفا نہیں ہوتیں، یہ شوہر بدلتی رہتی ہیں، یہ صرف مال و دولت لوٹنے، عیش کرنے اور سونا چاندی کے لیے ہیں، ان کے اندر وفاداری نہیں ہے لہٰذا ان پر جلدی بھروسہ مت کرو۔ اس لیے جو لوگ اپنی اولاد کو باہر بھیجتے ہیں ان کو بہت ہی دعا مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سلامتی سے لائے، جسم بھی سلامت رہے، ایمان بھی سلامت رہے اور ماشاء اللہ بہت سے سلامتی سے بھی آتے ہیں، سب ایک سے نہیں ہوتے، بہت سے لوگ جن کے ماں باپ اچھے ہیں اور اچھی تربیت دی ہے وہ اچھی ڈگری لے کر خیریت سے واپس آجاتے ہیں۔

مجالسِ ذکر کا چوتھا انعام

چوتھا انعام ہے ذَکَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهٗ[۱۶] جو لوگ زمین پر اللہ اللہ کرتے ہیں

---

[۱۶] الصحیح لمسلم: ۲/۳۴۵، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، ایچ ایم سعید

تو اللہ آسمانوں پر فرشتوں کو اور پیغمبروں کی ارواح کو جمع کر کے ان میں ہمارا ذکر کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورۂ بیّنہ کی تلاوت کروں تو حضرت ابی بن کعب نے پوچھا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اللہ نے تیرا نام لیا ہے، بس رونے لگے کہ **أَذُكِرْتُ** کیا میرا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔[۱۷] تو دوستو، ہم لوگ زمین پر اللہ اللہ کریں اور ہمارا تذکرہ آسمانوں پر ہو یہ کتنا بڑا انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کی برکت سے جس حالت میں رہو گے ان شاء اللہ سکون اور چین سے رہو گے، مال داروں کے لیے چین ضروری نہیں ہے لیکن اللہ والوں کے لیے چین لازم ہے، سکون لازم ہے کیوں کہ بعض مال دار کراچی میں ہیں جن کو بلڈ کینسر ہے، ہر ہفتہ ہسپتال میں سارا خون نکالا جاتا ہے اور دوسرا خون چڑھایا جاتا ہے، اللہ بیماری ڈال دے تو مال کیا کرے گا۔ اس لیے گھڑی گھڑی کی خیر مانگنی چاہیے۔

دین کی باتیں بیان کرنا بھی ذکر کی مجالس ہیں

میں نے جو اہل اللہ کی صحبت کے فوائد اور ذکر اللہ کے فوائد بیان کیے ہیں یہ بھی اللہ کا ذکر ہے، اگر ذکر کرنے کا موقع نہ بھی ملے تو کیا یہ ذکر نہیں ہے؟ اللہ کی جو بات بیان ہوئی ہے یہ اللہ کے ذکر سے بھی زیادہ بڑا ذکر ہے۔ اس لیے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے۔ اس پر اُمّت کے اولیاء کا اجماع ہے۔ اس بات کا کوئی ولی مخالف نہیں ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں تھوڑی دیر رہنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے۔ کیوں کہ ان کی صحبت کی برکت سے کبھی کوئی ایسی بات مل جاتی ہے جس سے کام بن جاتا ہے۔ یہاں ہر شخص دوسرے کو یہ سمجھے کہ جتنے لوگ آئے ہوئے ہیں سب صالحین ہیں، ہر آدمی دوسروں کو صالح سمجھے، جو اپنے کو صالح سمجھے گا وہ صالح نہیں رہے گا بلکہ سالا ہو جائے گا، لہٰذا اپنے کو نیک مت سمجھو، اپنے کو یہی سمجھو کہ اللہ ان کی برکت سے ہمیں بھی ایسا کر دے۔ تو آج کا ذکر یہی ہے۔

---

[۱۷] مسند ابن ابی شیبۃ: ۴۲۷/۲ (۲۳۷)، دار الوطن ریاض

اللہ کے دین کی بات کرنے سے ذکر کی روح مل گئی، ذکر کے فوائد مل گئے، یہ بھی ذکر میں شامل ہے۔ حکیم الامّت رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے وعظ میں اتنا اثر رکھا ہے کہ میں ایک وعظ میں اللہ تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیتا ہوں، اب اس پر چلنا تمہارا کام ہے، میرے ایک وعظ میں یہ اثر ہے کہ میں زمین والوں کو عرش تک کا راستہ دکھا دیتا ہوں کہ دیکھو یہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ ہے، راستہ دکھا دیا اب چلنا تمہارا کام ہے۔ اس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار ہیں ؎

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ ترا راہرو خیالِ خام ہے

اور ؎

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

ذکر میں ناغہ نہ کریں

اب تین باتیں اور بتاتا ہوں۔ شیخ نے جو ذکر بتایا ہے اس میں کبھی ناغہ مت کرو، بیمار بھی ہو جاؤ تو آدھا ذکر ہی کر لو جیسے اگر کسی دن کھانا نہیں کھایا تو بسکٹ ہی کھا لیتے ہیں، بزنس کے لیے جا رہے ہیں موقع نہیں ہے تو دو بسکٹ کھا کے چائے پی لو نہیں تو زکام ہو جائے گا، اسی طرح روح کو بھی زکام ہو جاتا ہے، جو لوگ ذکر کا بالکل ناغہ کر دیتے ہیں ان کی روح کو زکام ہو جاتا ہے یعنی گناہ کرنے کے تقاضے تیز ہو جاتے ہیں، ذکر سے نفس دبا رہتا ہے۔ اگر بخار ہے تو لیٹے لیٹے ہی کچھ ذکر کر لو۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جونپور میں جب میں

شاہی مسجد میں پڑھاتا تھا تو مجھے ایک بڑا سا پھوڑا نکل آیا، جس کی وجہ سے مجھے ایک سو چار بخار ہو گیا، میں نے شاگردوں سے کہا کہ مسجد میں میرا مصلّیٰ بچھادو، پھر میں نے مسجد میں چوبیس ہزار مرتبہ اللہ اللہ کیا۔ کیا ہمّت تھی ان حضرات کی کہ کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے، لہٰذا اگر کبھی بیمار ہو تو لیٹے لیٹے ہی ذکر کر لو، ذکر میں ناغہ نہ کرو، ذکر کا ناغہ کرنے والا اپنی روح کو فاقہ کرا رہا ہے۔

صحبتِ شیخ دنیا کی افضل ترین نعمت ہے

شیخ کی صحبت میں آنا جانا رکھو، اگر شیخ دور ہے تو جب اس کی خدمت میں جانا نصیب ہو جائے تو ایک ایک منٹ کو بادشاہت سے زیادہ عزیز سمجھو، اگر اللہ پر ایمان ہے تو کسی اللہ والے یا ان کے غلاموں کی صحبت کو سلطنت کے تخت و تاج سے زیادہ عزیز سمجھو تب اللہ ملے گا، اللہ ایسے نہیں ملتا کہ اللہ والے تو اپنا گھر بار اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر دین سکھانے آپ کے شہروں میں آئیں اور آپ اپنے مال و دولت سے چپکے رہیں، ایسے لوگوں کی قیامت کے دن پکڑ کا اندیشہ ہے کہ جب میری محبت سکھانے والے تمہارے شہروں میں آتے تھے تو تم اپنے کاروبار سے چپکے رہتے تھے جبکہ تمہیں پتا بھی تھا کہ قبر میں جانے کے بعد فیکٹری، کارخانے، کاروبار اور دوکان سب اوپر رہ جائے گا لہٰذا ہمّت سے کام لو اور جتنا وقت ملے اہل اللہ کی صحبت میں گزارو۔

حضرت ابو ایوّب انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک حدیث میں شبہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کا عیب چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے عیب چھپائے گا اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبت کو دور کرے گا اور جو شخص کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کو پورا کرے گا۔ تو انہیں یہ شبہ ہوا کہ مجھے یہ حدیث صحیح یاد ہے یا نہیں تو اس حدیث کو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوبارہ سننے کے لیے مدینہ سے مصر کا سفر کیا۔ حضرت عقبہ ابن عامر مصر کے گورنر تھے، حضرت ابو ایوّب انصاری رضی اللہ عنہ نے مصر پہنچ کر ان سے کہا اِنِّیْ سَاۤئِلُكَ عَنْ اَمْرٍ لَمْ یَبْقَ مَنْ حَضَرَهٗ اِلَّا اَنَا وَاَنْتَ، کَیْفَ سَمِعْتَ[۱۸] کہ

---

۱۸ مصنف عبدالرزاق: ۲۲۸/۱۰ (۱۸۹۳۶)، المکتب الاسلامی

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث سنائی تھی تو اس وقت ہم اور تم تھے، کوئی تیسرا نہیں تھالہٰذا اس حدیث کو دوبارہ سنادو کہ وہ حدیث آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے سنی تھی؟ چناں چہ وہ حدیث سنی اور کھانا بھی نہیں کھایا، فوراً واپس ہو گئے، حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے دوڑے تاکہ انہیں کچھ کھلائیں پلائیں لیکن وہ اُسی وقت واپس چلے گئے۔ دین اتنی محنت سے ملتا ہے ورنہ کہاں مدینہ کہاں مصر۔ آج آپ کے شہر میں اللہ کی محبت کے بھرے ہوئے دل آتے ہیں مگر آپ کو اپنے نوٹ کی گڈیوں سے فرصت نہیں، آپ کو کارخانوں سے فرصت نہیں، آپ کو اپنے بال بچوں سے فرصت نہیں، یہ ہے آپ کے دلوں میں اللہ کی قیمت، یہ آپ نے اللہ والوں کی قدر کی ہے، جب قبر میں جاؤ گے تب پتا چلے گا کہ اللہ والوں کی صحبت کتنی کام آئی اور تمہاری نوٹوں کی گڈّیاں اور کاروبار اور بیوی بچے کتنا کام آئے، یہ سب تمہاری قبروں میں نہیں جائیں گے، دور سے ہی سلام کریں گے اور آپ قبروں میں لیٹ کر یہ شعر پڑھیں گے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو! شکریہ

اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

جب ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا جارہا تھا اس وقت صدر ضیاء الحق بھی تھے، گورنر سجاد علی بھی تھے، کمشنر، ڈپٹی کمشنر، علماء، محدّثین اور طالبِ علم بھی تھے اور جس وقت مٹی دی گئی تو صدر ضیاء بھی رو رہے تھے، آخر میں ڈاکٹر صاحب اکیلے گئے، کسی کو ساتھ نہیں لے جاسکے، وہی حکیم الامّت کی صحبتیں، وہی اللہ اللہ کا ذکر اور وہی عبادتیں اپنے ساتھ لے کر گئے۔ لہٰذا سوچ لو، پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

اگر اللہ تعالیٰ اختر کا آنا قبول فرمالے تو اختر آپ کا محتاج نہیں ہے، بعض نبی ایسے بھی گزرے ہیں جن پر ایک بھی آدمی ایمان نہیں لایا، لیکن اس سے ان کی نبوت کو نقصان پہنچایا امّت کو نقصان پہنچا؟ اگر کوئی اللہ کی محبت لے کر آپ کو دین پہنچاتا ہے اور آپ اس کی بات نہیں سنتے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اس کے لیے یہی کافی ہے۔ لیکن اس کو سوچ لو کہ ہمیں اللہ کو کیا جواب دینا ہے۔ بس یہ چند باتیں اللہ کے لیے اخلاص سے عرض کردیں۔ اور ایک اعلان یہ کرتا ہوں کوئی صاحب مجھے ہدیہ دینے کا خیال بھی نہ لائے۔

جو لوگ کراچی گئے ہیں اور انہوں نے میرا گھر دیکھا ہے، وہ جانتے ہیں کہ خدا نے مجھے کھانے پینے کو دیا ہوا ہے، میں دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتا، اللہ کی محبت کے درد بھرے موتیوں کو میں تمہاری روٹیوں کے عوض بیچنا نہیں چاہتا، جس محبت کے مقابلے میں سلطنت بھی کچھ نہ ہو، حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دل میں اللہ کی محبّت کا ذرہ ملتا ہے تو؎

چوں حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

حافظ شیرازی اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں ایران کی دو سلطنت کاؤس اور کے کو ایک جو کے عوض خریدنے کے لیے بھی تیار نہیں ہے۔ سلطنت کے آگے آپ اپنی روٹیوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ لہٰذا میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کو ہدیہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، اختر اللہ تعالیٰ کی محبت کی جو بات پیش کرتا ہے اس کو غور سے سنیں، اللہ کی محبت سیکھیں، بس میرا سب سے بڑا ہدیہ یہی ہے۔

اب دعا کیجیے کہ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ میری حاضری کو اور میرے سامعین کرام کو اور اس وعظ کو اپنی رحمت سے قبول فرما کر سب کو اپنا مقبول، اپنا محبوب، اپنا ولی بنا لیجیے، جو گناہ ہم چھوڑنا چاہتے ہیں مگر چھوٹ نہیں رہے ہیں اور نفس و شیطان جو غنڈوں کی طرح ہم کو دبوچے ہوئے ہیں، ان سب سے ہمیں نجات عطا فرما۔ اے اللہ! جس طرح باپ اپنے بچوں کو غنڈوں سے چھڑا لیتا ہے آپ تو ہمارے ربا ہیں، اے ارحم الرّاحمین! ہمیں نفس و شیطان کے غنڈوں سے چھڑا کر اپنا ولی، اپنا دوست اور اللہ والا بنا لیجیے۔

یا اللہ! میرے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے صدقے اور ان کے طفیل میں آپ نے میری زبان کو بولنے والا بنایا، اختر چالیس برس کی عمر تک بیان نہیں کرتا تھا، ان بزرگوں کی صحبتوں کی برکت سے اللہ نے مجھے بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اللہ اس کو قبول فرما کر ہم سب کی اصلاح فرما دے، ہمارا تزکیہ فرما دے اور ہم سب کو اللہ والا بنا دے اور اللہ تعالیٰ ہماری آنکھیں کھول دے، اپنی بڑائی ہمارے دلوں میں ڈال دے، اپنی عظمتوں کو ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ یا اللہ! ہم ٹوپیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن تو نے سر بنایا ہے تو

اس سر کے شکر کی توفیق بھی عطا فرمادے، یااللہ! ہم روٹیوں کا شکر ادا کرتے ہیں لیکن آپ نے معدہ بنایا ہے اس کا بھی شکر قبول فرمائیے۔ یااللہ! ہم پاجامے کا شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن تو نے جو ٹانگیں بنائی جن سے چل کر ہم مسجد میں آئے ان ٹانگوں کا بھی شکر ادا کرتے ہیں۔

اللہ! ہمیں دنیا میں بھی عافیت اور راحت نصیب فرما اور آخرت میں بھی عافیت اور راحت عطا فرمادے اور ہمارے بچے جہاں بھی ہیں سب کو اپنی حفاظت میں قبول فرما، جو لوگ کسی مقصد میں پریشان ہیں اللہ ان کے تمام جائز مقاصد پورا کر دے اور ہمارے رشتہ داروں اور سارے مسلمان بھائیوں کو یااللہ عافیتِ دارین نصیب فرما، کافروں کو ایمان نصیب فرما اور سارے عالم میں رحمت کی بارش فرمادے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁

عظمت تعلق مع اللہ

دامن فقر میں مرے پنہاں ہے تاج قیصری
ذرۂ درد و غم ترا دونوں جہاں سے کم نہیں
اُن کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

[illegible] حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

❁❁❁❁

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی
کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

معاشرہ فرد کی اکائیوں کا نام ہے، فرد کا کردار ماحول سے متاثر ہو کر تشکیل پاتا ہے، جیسا ماحول ہوتا ہے ویسا فرد اور پھر معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ صحبت انسانی کردار کی تشکیل کا بنیادی عنصر ہے۔ اسلام میں صحابی اس صحبت یافتہ طبقہ کو کہتے ہیں جس کو صحبتِ نبوی حاصل ہوئی۔ صحابی ہونے کی شرط یہ ہے کہ کسی مسلمان نے حالتِ ایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر ہی ہو۔ معلوم ہوا کہ محض صحبت یافتہ ہونا بھی اتباع کامل کی دلیل نہیں اس کے لیے فیض یافتہ ہونا بھی ضروری ہے۔ یعنی جس کی صحبت حاصل ہو اس کی دل وجان سے اتباع بھی کرتا ہو۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ ''فیضانِ صحبتِ اولیاء'' اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت اور ان سے فیض حاصل کرنے کے طریقوں پر مشتمل ہے۔ اس وعظ پر عمل کر کے اخلاق، اعمال اور کردار کی بہتری کے لیے علمِ شریعت کی روشنی میں فیضانِ صحبتِ اولیاء سے فیض یافتہ ہوا جا سکتا ہے۔

ناشر
کتب خانہ مظہری